﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿۔۔۔اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿۔۔۔عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24 | جمعۃ المبارک 14 اپریل 2017ء | 16 رجب 1438 ہجری قمری ❁ 14 شہادت 1396 ہجری شمسی | شمارہ 15

مجالس کی امانت

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مجالس امانت ہیں سوائے تین قسم کی مجالس کے، ناجائز خون بہانے پر مشورہ ہو، بدکاری کا منصوبہ ہو یا ناحق مال دبانے کا پروگرام ہو۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب نقل الحدیث۔ حدیث نمبر 4226)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض الہامات کا تذکرہ

❁۔۔۔تیرے پر سلام، تُو مبارک کیا گیا۔❁۔۔۔تُو دنیا اور آخرت میں مبارک ہے۔❁۔۔۔تیرے ذریعہ سے (روحانی اور جسمانی) مریضوں پر برکت نازل ہوگی۔❁۔۔۔خوش خوش چل کہ تیرا وقت نزدیک آپہنچا ہے اور محمدی گروہ کا پاؤں ایک بہت اونچے مینار پر مضبوطی سے قائم ہو گیا ہے۔☆ (اصل الہام فارسی زبان میں ہے۔ ''بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمد یاں برمنار بلند تر محکم افتاد'') پاک محمد مصطفٰے نبیوں کا سردار۔ خدا تیرے سب کام درست کردے گا۔ اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا۔❁۔۔۔ربُّ الافواج اِس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔❁۔۔۔اے عیسیٰ مَیں تجھے وفات دوں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور مَیں تیرے تابعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا۔❁۔۔۔ان میں سے ایک پہلا گروہ ہوا اور ایک پچھلا۔❁۔۔۔مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔❁۔۔۔دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔❁۔۔۔تُو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ پس وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور دنیا میں مشہور کیا جائے گا۔❁۔۔۔تُو مجھ سے بمنزلہ میرے عرش کے ہے۔❁۔۔۔تُو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔☆ (★ خدا تعالیٰ اس بات سے پاک ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو لیکن یہ بطور استعارہ ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ (تم اللہ کو ویسے ہی یاد کرو جیسے تم اپنے باپوں کو یاد کرتے ہو) قرآن میں بکثرت استعارے ہیں۔ اہل علم و عرفان کے نزدیک ان پر کوئی اعتراض نہیں۔ لہٰذا یہ قول کوئی نامانوس قول نہیں ہے اور تُو ایسے استعارات کی مثالیں الٰہی کتابوں اور ان روحانی لوگوں کے اقوال میں پائے گا جنہیں صوفیاء کہا جاتا ہے۔ سوائے اہل دانش! ہمارے بارے میں جلدی نہ کرو۔ منہ)❁۔۔۔تو مجھ سے بمنزلہ اس انتہائی قُرب کے ہے جس کو دنیا نہیں جان سکتی۔ ❁۔۔۔ہم تمہارے متولّی اور متکفّل دنیا اور آخرت میں ہیں۔❁۔۔۔جس پر تو غضبناک ہو مَیں غضبناک ہوتا ہوں۔❁۔۔۔اور جن سے تو محبت کرے مَیں بھی محبت کرتا ہوں۔ ❁۔۔۔اور جو شخص میرے ولی سے دشمنی رکھے میں لڑنے کے لئے اُس کو متنبّہ کرتا ہوں۔❁۔۔۔مَیں اِس رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ اور اُس شخص کو ملامت کروں گا جو اُس کو ملامت کرے۔ اور تجھے وہ چیز دوں گا جو ہمیشہ رہے گی۔❁۔۔۔کشائش تجھے ملے گی۔ اِس ابراہیم پر سلام۔☆ (★ میرے رب نے میرا نام ابراہیم رکھا۔ اسی طرح آدم سے لے کر حضرت خاتم المرسلین اور خیر الاصفیاء (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تک جتنے بھی نبی ہیں ان سب کے نام مجھے دیئے گئے۔ اس کا ذکر میں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں کیا ہوا ہے۔ طالب حق کو چاہئے کہ وہ اُس کی طرف رجوع کرے۔ منہ)❁۔۔۔ہم نے اس سے صاف دوستی کی اور غم سے نجات دی۔❁۔۔۔ہم اس امر میں اکیلے ہیں۔ سو تم اس ابراہیم کے مقام سے عبادت کی جگہ بناؤ یعنی اس نمونہ پر چلو۔❁۔۔۔ہم نے اس کو قادیان کے قریب اُتارا ہے۔❁۔۔۔اور ہم نے حق کے ساتھ اس کو اتارا اور ضرورتِ حقّہ کے موافق وہ اُترا۔❁۔۔۔خدا اور اُس کے رسول کی پیشگوئی پوری ہوئی اور خدا کا ارادہ پُورا ہونا ہی تھا۔❁۔۔۔اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا ہے۔❁۔۔۔وہ اپنے کاموں سے پُوچھا نہیں جاتا اور لوگ پوچھے جاتے ہیں۔ ❁۔۔۔خدا نے تجھے ہر ایک چیز میں سے چُن لیا۔❁۔۔۔آسمان سے کئی تخت اُترے پر تیرا تخت سب سے اُوپر بچھایا گیا۔❁۔۔۔اِرادہ کریں گے کہ خدا کے نُور کو بُجھا دیں۔❁۔۔۔خبردار ہو کہ انجام کار خدا کی جماعت ہی غالب ہوگی۔❁۔۔۔کچھ خوف مت کر تُو ہی غالب ہوگا۔❁۔۔۔کچھ خوف مت کر کہ میرے رسول میرے قرب میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ ❁۔۔۔دشمن اِرادہ کریں گے کہ اپنے مُنہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں۔ اور خدا اپنے نُور کو پورا کرے گا اگرچہ کافر کراہت ہی کریں۔❁۔۔۔ہم آسمان سے تیرے پر کئی پوشیدہ باتیں نازل کریں گے۔❁۔۔۔اور دشمنوں کے منصوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔❁۔۔۔اور فرعون اور ہامان اور اُن کے لشکر کو وہ ہاتھ دکھاویں گے جس سے وہ ڈرتے ہیں۔ ❁۔۔۔پس اُن کی باتوں سے کچھ غم مت کر کہ تیرا خدا اُن کی تاک میں ہے۔❁۔۔۔کوئی نبی نہیں بھیجا گیا جس کے آنے کے ساتھ خدا نے اُن لوگوں کو رُسوا نہیں کیا جو اُس پر ایمان نہیں لائے تھے۔❁۔۔۔ہم تجھے نجات دیں گے۔ ہم تجھے غالب کریں گے اور مَیں تجھے ایسی بزرگی دُوں گا جس سے لوگ تعجب میں پڑیں گے۔❁۔۔۔میں تجھے آرام دُوں گا اور تیرا نام نہیں مٹاؤں گا اور تجھ سے ایک بڑی قوم پیدا کروں گا۔ اور تیرے لئے ہم بڑے بڑے نشان دکھاویں گے اور ہم اُن عمارتوں کو ڈھا دیں گے جو بنائی جاتی ہیں۔❁۔۔۔تُو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع نہیں کیا جائے گا۔ تیرے جیسا موتی ضائع نہیں ہوسکتا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 194 تا 198۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ بتاریخ 28 فروری 2017ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ فاطمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد ناصر الیاس دہلوی صاحب۔سٹن)** کی **نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ فاطمہ ناصرہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم سید محمد ناصر الیاس دہلوی صاحب۔سٹن) 26 فروری 2017ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے خود بیعت کر کے احمدیت میں شمولیت اختیار کی۔ انتہائی نیک، دعا گو، صوم صلوۃ کی پابند، مہمان نواز، مخلص، فدائی اور بزرگ خاتون تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم حافظ محمد ذکریا خان صاحب آف دہلی کی بیٹی اور مکرم سید ناصر احمد صاحب عارف (کارکن وکالت تبشیر لندن) کی والدہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب :

1۔مکرم میاں نور احمد ہنجرا صاحب (کوٹ قاضی)

10 نومبر 2016ء کو 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ آپ کو سخت مخالفت کا بھی سامنا رہا۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مخلص، خوش اخلاق، ہمدرد، مہمان نواز، اور فعال داعی الی اللہ تھے۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مختلف عہدوں کے علاوہ مقامی جماعت میں بطور سیکرٹری مال 38 سال خدمت کی توفیق پائی۔

2۔مکرم غضنفر احمد ہاشمی صاحب (جوہر ٹاؤن لاہور)

28 نومبر 2016ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، عاشق قرآن، مہمان نواز، خوش مزاج اور اعلیٰ اخلاق کے مالک بہت نیک انسان تھے۔ سانحہ 28 مئی 2010ء کے دوران آپ زخمی ہوئے تھے۔ بہت صابر اور ہمت و حوصلہ والے انسان تھے۔ کافی عرصہ تربیلا جماعت کے صدر رہے۔ اس دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تربیلا جماعت کا دورہ کیا اور آپ کو ان کی میزبانی کا شرف حاصل ہوا۔ بعد ازاں لاہور منتقل ہونے پر آپ کو بطور زعیم حلقہ و آڈیٹر خدمت کی توفیق ملی۔ آپ کا گھر دس برس تک بطور نماز سنٹر استعمال ہوتا رہا۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

3۔مکرم رانا غالب احمد صاحب (ابن مکرم رانا محمد علی صاحب۔فیصل آباد)

8 اگست 2016ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت ایماندار، ہر دلعزیز، فراخ دل، غرباء کے ہمدرد، نہایت نیک خصلت انسان تھے۔ خلافت سے والہانہ محبت تھی۔ انٹی کرپشن میں ملازمت کی اور ساری عمر ایک پیسہ بھی رشوت نہ لی۔

4۔مکرمہ حمیدہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں عبد القیوم صاحب۔راولپنڈی)

12 اکتوبر 2016ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ خلافت اور جماعت سے گہرا تعلق تھا۔ جماعتی و تنظیمی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

5۔مکرمہ ممتاز بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم انوار احمد جان صاحب آف گوجرانوالہ)

19 دسمبر 2016ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ چندہ جات میں باقاعدہ، غرباء کی مددگار، بہت ملنسار اور تعاون کرنے والی خاتون تھیں۔

6۔مکرم ملک بشارت احمد صاحب (ابن مکرم ملک محمد خان صاحب آف کھوکھر غربی ضلع گجرات)

9 جون 2016ء کو 102 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت مخلص، باوفا اور نیک سیرت انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ بہت پیار و محبت کا تعلق تھا۔ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا کرتے تھے۔

7۔مکرمہ مریم بی بی صاحبہ (اہلیہ مکرم نادر محمد مجوکہ صاحب۔ربوہ)

8 دسمبر 2016ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ سادہ لوح، خلافت سے عشق و احترام کا تعلق رکھنے والی بہت نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کی جو کہ مختلف رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ آپ کی ایک بیٹی مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں مجوکہ صاحبہ فضل عمر ہسپتال کے شعبہ گائنی میں خدمت بجا لا رہی ہیں۔

8۔مکرم محمد اقبال صاحب (ابن مکرم پیر بخش بلوچ صاحب۔ملتان چھاؤنی)

18 ستمبر 2016ء کو 44 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کے پابند، بہت مخلص اور دیندار انسان تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھے۔ جماعت اور خلافت سے گہری وابستگی تھی۔

9۔مکرم محمد شریف صاحب (ابن مکرم سندھی خان صاحب۔ملتان)

23 دسمبر 2016ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ بہت حلیم طبیعت کے مالک تھے۔ جماعت اور خلافت سے بے انتہا عشق تھا۔ تبلیغ کا بے حد شوق رکھتے تھے اور باوجود ناخواندہ ہونے کے تمام علاقے میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ غیر از جماعت دوستوں کو MTA پر خطبات سنوایا کرتے تھے۔

10۔مکرمہ سکینہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم میجر مصلح الدین احمد سعید صاحب شہید۔پشاور)

5 فروری 2017ء کو 88 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی اور محترم صاحبزادہ میاں ظفر احمد صاحب مرحوم کی رضاعی بہن تھیں۔ مرحومہ بتاتی تھیں کہ آپ کا بچپن حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہمراہ گزرا۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ساتھ سائیکل چلانے کے واقعات بھی سنایا کرتی تھیں۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، بہت سادہ مزاج خاتون تھیں۔ شوہر کی شہادت کے بعد آپ نے اپنی زندگی اولاد کی تربیت کے لئے وقف کی اور سب بچوں کی اچھی تربیت کی توفیق پائی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

11۔مکرمہ رفعت افزاء صدیقہ صاحبہ (اہلیہ مکرم ماسٹر محمد عاشق صاحب۔ربوہ)

3 فروری 2017ء کو طویل علالت کے بعد 56 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے دادا محترم چوہدری محمد دین صاحب کے ذریعہ سے ہوا جنہوں نے حضرت مصلح موعودؓ کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار اور نہایت رحم دل، خوش اخلاق، ملنسار اور معاملہ فہم خاتون تھیں۔ آپ کی نمایاں صفت یہ تھی کہ سب سے حسن سلوک سے پیش آتی تھیں۔ قرآن کریم سے انتہائی درجہ کا عشق تھا۔ مرحومہ چندہ جات اور دیگر تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے محمد طلحہ احسان واقف زندگی ہیں اور اس وقت جامعہ احمدیہ ربوہ میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

12۔مکرم کیپٹن سجاد حسین صاحب مرحوم (آف یو ایس اے)

4 نومبر 2016ء کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے پڑدادا مولوی مومن حسین صاحب مرحوم کے ذریعہ سے آئی جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق پائی۔ مرحوم مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ آپ کو اپنے خاندان کے دیگر افراد کی معاونت سے سعید آباد، حیدر آباد دکن میں مسجد تعمیر کروانے کی توفیق ملی۔ آپ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے قریبی رفقاء میں شامل تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کی تمام اولاد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتی کاموں میں فعال ہے اور خدمت دین کی توفیق پا رہی ہے۔

13۔مکرم رانا مقصود احمد صاحب مرحوم (آف Milan اٹلی)

26 جنوری 2017 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق اور بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم ریٹائرڈ گورنمنٹ آفیسر تھے محکمہ بلدیات میں کام کیا۔ ایمانداری اور سچائی میں مشہور تھے۔ رشوت نہ لینے کی وجہ سے متعدد بار آپ کی ٹرانسفر بھی ہوئی۔ آپ لمبا عرصہ علی پور چٹھہ (ضلع گوجرانوالہ) میں صدر جماعت کے طور پر خدمت بجا لاتے رہے۔ اسی طرح علی پور چٹھہ کے امیر حلقہ اور زعیم انصار اللہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چھ بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا نصیر احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ اٹلی اور ایک داماد مکرم عبد الخالق نیر صاحب مشنری انچارج کیمرون کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

14۔مکرم ماسٹر محمد اختر جاوید صاحب (آف ربوہ)

10 فروری 2017ء کو 63 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے لمبا عرصہ جماعتی خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ تقریباً 25 سال تک محلہ طاہر آباد کے صدر رہے۔ صدارت کے دوران تین مساجد بنانے کی توفیق ملی۔ اپنی اولاد کی بہت اچھی پرورش اور تربیت کی۔ جماعت اور خلافت سے بے انتہا عشق کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظفر اقبال جاوید صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) اور مکرم منور احسان جاوید صاحب (مربی سلسلہ ریسرچ سیل ربوہ) کے والد تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆...☆...☆

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 08 اپریل 2015ء بروز بدھ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں دو نکاحوں کے اعلان کروں گا، پہلا نکاح عزیزہ عروسہ ثمر احمد واقفۂ نَو بنت مکرم مقصود احمد ناگی صاحب جرمنی کا ہے جو احمد جمال احمد ابن مکرم نعیم احمد ناگی صاحب یوکے کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

یہ دونوں خاندان حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ صحابی کی نسل میں سے ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ انعم صبیحہ احمد بنت مکرم افضال احمد صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم شعیب احمد ابن مکرم امجد احمد صاحب لندن کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

فریقین میں ایجاب وقبول کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

مصالح العرب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم ۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر445

مکرم علاء عثمان صاحب (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے مکرم علاء عثمان صاحب آف سیریا کی بیعت اور سیریا میں 2011 میں شروع ہونے والے فسادات میں ان کے خاندان پر ہونے والے بعض مظالم کا تذکرہ کیا تھا۔اس قسط میں بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا۔مکرم علاء عثمان صاحب بتا رہے تھے کہ وہ عید کے موقع پر دمشق شہر سے اپنی بستی ’’خوش عرب‘‘ گئے جہاں انٹیلی جنس والوں نے انہیں دیکھ لیا۔ یہ وہاں سے تو بخیریت واپس آ گئے لیکن ایک روز بعد ہی انٹیلی جنس کے کچھ لوگ ان کے گھر میں داخل ہوئے۔اس کے بعد علاء عثمان صاحب بیان کرتے ہیں کہ :

دوبارہ گرفتاری

انیٹلی جنس والے مجھے بار بار کہہ رہے تھے کہ تم نے فون پر کسی سے خفیہ رابطہ کیا ہے۔ وہ قصدًا ایسا کہہ رہے تھے کیونکہ اس بات سے انکار کی بنا پر وہ مجھے گرفتار کرنا چاہتے تھے۔اور ایسا ہی ہوا۔ انہوں نے مجھے تو گرفتار کیا لیکن جاتے جاتے میری ساس اور میرے ایک برادرِ نسبتی کو بھی ساتھ لے گئے۔

دو دن ہمیں جیل میں قید رکھنے کے بعد میرے برادرِ نسبتی کو تحقیق کے لئے بلایا گیا۔ وہ دو گھنٹے کے بعد لوٹا تو کہنے لگا کہ سب کچھ ٹھیک ہے اور مجھے نہ تو مارا گیا نہ ہی کوئی مخصوص جواب دینے پر مجبور کیا گیا۔میرا غالب خیال یہی تھا کہ میرا برادر نسبتی کسی دباؤ یا مار وغیرہ کا نشانہ نہیں بنے گا کیونکہ اس کے تمام بھائی اور اہل خانہ کا ریکارڈ اچھا ہے۔ جبکہ میرا چھوٹا بھائی حکومت مخالف مظاہروں میں شریک ہونے کے جرم میں گرفتار کیا گیا تھا اور نہ جانے اس نے شدتِ تعذیب کی وجہ سے اپنے اور ہمارے بارہ میں کیا کیا اعترافات کئے تھے۔ جبکہ میرا بڑا غیر احمدی بھائی حکومت کے خلاف مسلح گروپوں میں شامل تھا۔حکومتی کارندے اور انٹیلی جنس والے مجھے بھی اپنے بھائیوں جیسا خیال کرتے تھے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ایک احمدی اپنے دیگر بہن بھائیوں سے ایسے معاملات میں یکسر مختلف ہوتا ہے، کیونکہ وہ ایسے کاموں کا حصہ نہیں بن سکتا جو ملک و قوم کے مفاد کے خلاف اور اس کی تباہی کا باعث ہوں۔

فردِ جرم کی تفصیل

انٹیلی جنس والوں نے میرے برادر نسبتی سے بھی میرے بارہ میں یہ سوال کیا کہ کیا اس کا اس کے بڑے بھائی سے رابطہ ہے؟ میرے برادر نسبتی نے نفی میں جواب دیا۔ یہ سب کچھ جاننے کے بعد بھی مجھے خطرہ کی بو آرہی تھی۔ چنانچہ دو گھنٹے کے بعد میری باری آگئی اور میری آنکھوں پر پٹی باندھ کر مجھے ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا اس سے قبل بھی مجھے گرفتار کیا گیا ہے؟ میں نے ہاں میں جواب دیا تو اس بارہ میں بہت لمبی بات چیت ہوئی۔ پھر انہوں نے کہا کہ تم پر الزام ہے کہ تم نے اپنے بھائی اور بعض مسلح گروپس کے ساتھ رابطہ کیا ہے، نیز بعض صحافتی تنظیموں اور اداروں کے ساتھ بھی تمہارے رابطہ کی اطلاعات ہیں۔ یہ باتیں کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تمہارے نام ڈالرز میں ایک معقول رقم باہر کے ملک سے ٹرانسفر ہوئی ہے۔ ہمیں بتائیں کہ یہ رقم کہاں سے آئی ہے؟ نیز یہ بھی کہ آپ اس رقم سے کس دہشتگرد گروپ کی مالی معاونت کرتے ہیں؟

ان کی یہ باتیں سن کر مجھے صحیح طور پر علم ہوا کہ وہ میرے بارہ میں کیا سوچ رہے ہیں۔ گو مجھے اندازہ ہو گیا کہ میری حق گوئی یہاں کام آنے والی نہیں پھر بھی میں نے انہیں حقیقت حال بتاتے ہوئے کہا کہ یہ مختلف کمپنیوں وغیرہ کے ان اشتہارات کی رقم ہے جو میں اپنی ویب سائٹ پر شائع کرتا ہوں۔ نیز میں نے کہا کہ میں اس رقم کو اپنے بینک اکاؤنٹ کے ذریعہ ثابت کر سکتا ہوں اور اس طرح کا کاروبار آج کے دَور میں عام ہے۔

ناکردہ گناہ کا اعتراف کروانے کا طریقہ

انٹیلی جنس آفیسر کو نہ میری بات کی سمجھ میں آنی تھی، نہ آئی۔ چنانچہ اس کے اشارے پر ایک غول کا غول مجھ پر مُکّوں اور لاتوں سے یلغار کرنے لگ گیا۔ ایسے میں ان میں سے ایک نے کہا کہ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ اپنے جرم کا اعتراف کر لو بصورت دیگر یونہی مار کھاتے کھاتے مر جاؤ گے۔ میں نے سوچا یہ محض ایک دھمکی ہے اور اس سے ڈر کر میں ایسے جرائم کا اعتراف کیوں کروں جو میں نے کئے ہی نہیں۔ اور اگر میں ان کی معمولی مار برداشت کر لوں تو شاید انہیں میری بے گناہی کا یقین آجائے۔

لیکن میری یہ خوش فہمی محض چند لمحات سے زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔ کیونکہ اس آفیسر نے چند لمحات کے بعد ہی اپنے ماتحتوں کو حکم دیا اور مجھے تہہ خانے میں لے گئے۔ میری آنکھوں پر پٹی تھی اور ہاتھ کمر پر بندھے ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے کمر کے بل لٹا کر میری ٹانگوں سے رسّی باندھ کر مجھے الٹا لٹکا دیا اور پھر ڈنڈوں سے مارنے لگے۔ پندرہ منٹ تک یہ سفّاکانہ عمل جاری رہا جس کے بعد مجھے کھول دیا گیا اور چلنے کو کہا گیا، مجھے تو ایسے لگتا تھا جیسے میری ٹانگوں کی ہڈیاں چورا ہو چکی ہیں۔ میں اپنے پاؤں پر کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ بہرحال وہ مجھے گھسیٹتے ہوئے اپنے افسر کے پاس لے گئے جس نے یہ سوچا کہ شاید میں نے شدتِ تعذیب کی وجہ سے ہر قسم کے جرم کا اعتراف کر لیا ہے۔ چنانچہ اس نے کارندے سے پوچھا کہ یہ مار کے پہلے سیشن میں ہی سب کچھ مان گیا ہے؟ کارندے نے کہا کہ نہیں یہ کچھ نہیں بولا۔ اس پر آفیسر گالیاں دیتے ہوئے اپنے کرسی سے اٹھا اور مجھ پر جنونی انداز میں حملہ کر دیا۔ جب اس نے اپنی بھڑاس نکال لی تو کارندوں کو کہا کہ اس کتّے کو لے جاؤ اور اگر یہ کسی جرم کا اعتراف نہیں کرتا تو اسے اتنا مارو کہ یہ جان دے دے۔ یہ حکم سنتے ہی کارندوں نے مجھے پکڑا اور سیڑھیوں سے مجھے گھسیٹتے ہوئے تہ خانے میں لے گئے جہاں انہوں نے کمر پر بندھے ہوئے میرے ہاتھوں کے ساتھ میرے پاؤں بھی جوڑ کر باندھ دیئے اور پھر مجھے لٹکا دیا گیا۔ ایک شخص نے میرے سر کو پکڑ لیا جبکہ دوسرے نے بجلی کے تار سے ضربیں لگانی شروع کیں۔ بجلی کے تار کا ایک وار شاید ہزار ڈنڈوں سے زیادہ سخت تھا۔ ہاتھ پاؤں کو اکٹھا کر کے باندھنے کی وجہ سے میری کمر تو پہلے ہی ٹوٹی جا رہی تھی، اس کے ساتھ تار کے وار اتنے شدید تھے کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ اگر میں نے کسی ناکردہ جرم کا اعتراف نہ کیا تو میں جان سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا اور اگر بچ گیا تو باقی کی زندگی اپاہج بن کے گزارنی پڑے گی۔ چنانچہ جان لیوا مار سے بچنے کے لئے میں نے کہا کہ مجھے کھولو میں ہر بات کا اعتراف کرنے کے لئے تیار ہوں۔

وہ خوشی خوشی مجھے کھول کر گھسیٹتے ہوئے اپنے افسر کے پاس لے گئے جو دیکھتے ہی کہنے لگا کہ تم لوگ صرف بجلی کے تار کی مار سے ہی منہ کھولتے ہو۔ پھر اس نے کہا کہ اب بتاؤ تم کن کن باتوں کا اعتراف کرو گے؟ میں تو شدتِ تعذیب کی وجہ سے نیم جان تھا، ہمت کر کے کہا کہ جو تم چاہو۔ اس نے کہا کہ تم خود فیصلہ کر لو۔ اور تو مجھے کچھ یاد نہ آیا بس اس قدر کہہ دیا کہ میں نے پانچصد ڈالرز اپنے دہشتگرد بھائی کو دیئے تھے۔ اس نے کہا اور کس بات کا اعتراف کرتے ہو؟ میں نے کہا پانچ سو ڈالرز اور دیئے تھے۔ پھر وہ ’’مزید کس بات کا اعتراف کرتے ہو‘‘ کا سوال دہراتا رہا اور میں ہر بار یہی کہتا رہا کہ میں نے مزید پانچ سو ڈالرز اپنے بھائی کو دیئے۔ تا آنکہ وہ خوش ہو گیا۔ اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ دہشتگردوں کی مدد کے الزام میں مجھے تین سے پندرہ سال تک کی سزا ہو جائے گی لیکن اس طرح ڈنڈے کھا کھا کر بے موت مرنے سے بہرحال بچ جاؤں گا۔

آفیسر کو مفید مطلب جواب مل گیا تھا چنانچہ اس نے میرے ہاتھوں کو کھول دیا اور مجھے بعض کاغذ تھما کر کہا کہ منہ دوسری طرف کر کے اپنی آنکھوں پر سے پٹی سرکا کر ان پر دستخط کر دو۔ میں نے آنکھوں سے پٹی ہٹا کر دیکھا تو وہ انٹیلی جنس کی اس شاخ کے آفیشل پیڈ کے اوراق تھے جن پر کوئی تحریر نہیں تھی۔ گویا میرے دستخط کروا کے پھر میرے جرائم کی تفصیل لکھی جانی تھی۔ میں نے پانچوں اوراق پر دستخط کر دیئے جس کے بعد وہ مجھے سہارا دے کر جیل تک چھوڑ آئے۔

عدالت میں دفاع کا حق

تین روز کے بعد مجھے کسی قدر بہتر جیل خانہ میں منتقل کر دیا گیا۔ میرے پوچھنے پر کسی نے بتایا کہ یہاں ان مجرموں کو لایا جاتا ہے جن کا کیس عدالت میں چلایا جانا مقصود ہوتا ہے۔ میرا برادر نسبتی بھی یہاں تک میرے ساتھ تھا لیکن الحمدللہ کہ وہ ہر قسم کی تعذیب سے محفوظ رہا۔ تین روز مزید بیت گئے جس کے بعد بعض قیدیوں کو بلایا گیا جن میں میرے برادر نسبتی بھی تھے اور ان کو رہا کر دیا گیا۔ جبکہ مجھے بعض اور قیدیوں کے ہمراہ ایک روز بعد دہشتگردی کے خاتمہ کے لئے بنائی جانے والی خصوصی عدالت میں پیش کیا گیا۔ یہاں میری کیسے کیسے تلاشی لی گئی اور کن کن مراحل سے گزرنا پڑا ان سب کو مختصر کرتے ہوئے صرف اتنا کہتا ہوں کہ ہمیں جیل کا یونیفارم پہنانے کے بعد اب تک کی سب سے بڑی سہولت دیتے ہوئے یہ بتایا گیا کہ باری باری آپ اپنے اہل خانہ سے فون کے ذریعہ بات کر سکتے ہیں۔ شاید اس کا مقصد یہ تھا کہ ہم نے اگر وکیل وغیرہ لینا ہے تو اس کا انتظام کر لیں۔ میں نے اپنی بیوی سے بات کی اور بتایا کہ میں کس جیل میں ہوں۔ وہ اگلے روز ہی آ گئی۔ رو رو کر اس کا برا حال ہو چکا تھا۔ اس کے پوچھنے پر میں نے اسے ساری کہانی سنا کر کہا کہ تم کسی وکیل سے بات کرو جو شاید میرا کیس لڑ سکے۔ گو ہماری عدالتوں کے بارہ میں تو مشہور تھا کہ دہشتگردی کی دفعات والے کیس میں وکیل کو بولنے کی بھی اجازت نہیں ہوتی۔ پھر بھی مجھے امید تھی کہ اللہ تعالیٰ میری بے گناہی کی وجہ سے خاص مدد فرمائے گا۔

درد و اَلم کی داستان کا سحر انگیز اثر

میری اہلیہ نے ایک وکیل عورت سے بات کی اور اس نے ایک روز میری اہلیہ کو بتایا کہ میرے کیس کی سماعت 21 اکتوبر 2014ء کو ہوگی۔ مجھے دہشتگردی کی خصوصی عدالت میں پیش کیا گیا۔ میری وکیل بھی موجود تھی۔ جج نے کہا کہ تم نے اعتراف کیا ہے کہ تم اپنے دہشتگرد بھائی کی مالی معاونت کرتے رہے ہو۔ میں نے کہا کہ یہ اعتراف مجھ سے زبردستی کروایا گیا ہے۔ میں نے یہ کام ہرگز نہیں کیا۔ میرے سامنے دو راستے تھے یا تو میں جبر و اکراہ کی چکی میں پِس کر ایسے اعترافات کر لوں یا پھر اہانت آمیز اور دردناک طریق پر جان دے دوں۔ اور میرے اس بیان کی صداقت میرے جسم پر لگے تعذیب کے نشانوں سے عیاں ہے۔ پھر میں نے اس ظلم کی داستان کو آنسوؤں کی جھڑی کے ساتھ دردناک الفاظ میں بیان کیا۔ اس سارے عمل کے دوران میری وکیل خاموش رہی ۔ میری کہانی ختم ہوئی تو جج نے قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا کہ میرے قریب آؤ۔ پھر اس نے کہا کہ اس پر ہاتھ رکھ کر گواہی دو کہ تم نے یہ جرم نہیں کیا۔ میں نے فورًا بڑھ کر یہ گواہی دے دی۔

جج نے کہا کہ تمہارا کیس بہت بڑا اور خطرناک کیس ہے اور میں محض اس بناء پر تمہاری رہائی کا حکم دے رہا ہوں کہ مجھے محسوس ہوا ہے کہ تم مظلوم ہو۔ یوں خدا تعالیٰ نے معجزانہ طور پر میری رہائی کے سامان پیدا کئے۔

دعاؤں کے معجزے

مَیں خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر شکر کا اظہار کرنا چاہتا تھا لیکن مجھے بعض قیدیوں نے بتایا تھا کہ ایسا کرنے سے بھی عملہ کو شک ہو جاتا ہے اور پھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے لہٰذا میں نے اپنے جذبات کو چھپائے رکھا۔

دراصل میری رہائی کے پیچھے پیارے آقا ایدہ اللہ کی دعائیں تھیں کیونکہ میری اہلیہ حضور انور کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھتی رہی تھی اور حضور انور کی دعاؤں سے ہی یہ معجزہ ہوا ورنہ ایسے الزامات سے باعزت بری ہو جانا تقریبًا ناممکن تھا۔

ایک روز مزید جیل میں رکھنے کے بعد مجھے رہا کر دیا گیا۔ میرے دونوں ہاتھوں پر مہریں لگا دی گئیں جن کا مطلب یہ تھا کہ میں ابھی ابھی جیل سے رہا ہوا ہوں ۔جیل کے باہر میری اہلیہ میرا انتظار کر رہی تھی ہم وہاں سے بس میں سوار ہو کر گھر کی سمت چل پڑے۔ راستے میں بس کو ایک چیک پوسٹ پر روک لیا گیا۔ مجھ سے نام پوچھا گیا تو ان سب کے کان کھڑے ہو گئے کیونکہ میرا فیملی نام اور علاقہ ان کے ریکارڈ میں خطرناک تھا۔ مجھے بس سے اتار کر پوچھ گچھ شروع ہو گئی۔ میں نے بتایا کہ بھائی میں ابھی ابھی ناکردہ گناہوں کی سزا کاٹ کر جیل سے آ رہا ہوں اور انہیں اپنے دونوں ہاتھوں پر لگی مہریں دکھائیں۔ یہ دیکھ کر انہوں نے مجھے جانے دیا۔ بس سے اتر کر ہم اگلی وین میں سوار ہونے کی بجائے پیدل ہی چل پڑے کیونکہ میں بہت ڈرا ہوا تھا اور مزید کسی مصیبت میں نہیں پڑنا چاہتا تھا۔ ایک گھنٹے کے پیدل سفر کے بعد میں اپنے ہم زلف کے گھر پہنچا جہاں میرے بچوں اور اہل خانہ نے میرا غیر معمولی استقبال کیا۔

... ... (باقی آئندہ)

غیر مسلموں سے سلوک کے بارہ میں قرآنی تعلیم

(سیّد میر محمود احمد ناصر)

قسط نمبر 2 (آخری)

◉ وہ اقوام بھی ہیں جو اپنے لوگوں کے معاملات میں تو عدل و انصاف سے کام لیتی ہیں مگر جو ان سے دشمنی رکھتے ہوں یا جن کو وہ اپنے دشمن سمجھتے ہوں ان سے کبھی بھی انصاف سے کام نہیں لیتے۔

مگر قرآن فرماتا ہے: فَاِنۡ جَآءُوۡكَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ اَوۡ اَعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ وَاِنۡ تُعۡرِضۡ عَنۡهُمۡ فَلَنۡ يَّضُرُّوۡكَ شَيۡــًٔا ؕ وَاِنۡ حَكَمۡتَ فَاحۡكُمۡ بَيۡنَهُمۡ بِالۡقِسۡطِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (المائدۃ:43) کہ اگر مخالفین غیر مسلم تمہارے پاس فیصلہ کے لئے آئیں تو تمہیں اجازت ہے کہ ان کے معاملات میں فیصلہ کرو یا نہ کرو (اگر انکار کرو گے تو وہ تمہیں نقصان نہیں دے سکیں گے) لیکن اگر تم فیصلہ کرو عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا کیونکہ اللہ عدل و انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

◉ آج کل کی نام نہاد مہذب دنیا میں اس قوم کا نام تو لیجئے جو اپنے مخالفوں سے عدل و انصاف کا سلوک کرتی ہو۔ ہمیں ان لوگوں پر حیرت ہوتی ہے جو مخالفین کو فوری طور پر طاقت اور تلوار کے زور پر اپنے مذہب یا اپنے مسلک کے تابع بنانا چاہتے ہیں ورنہ ان کے قتل کے درپے ہوتے ہیں۔

قرآن تو کہتا ہے: اَلۡيَوۡمَ اُحِلَّ لَـكُمُ الطَّيِّبٰتُ ؕ وَطَعَامُ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ حِلٌّ لَّـکُمۡ وَطَعَامُكُمۡ حِلٌّ لَّهُمۡ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الۡمُؤۡمِنٰتِ وَالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اِذَاۤ اٰتَيۡتُمُوۡهُنَّ اُجُوۡرَهُنَّ (المائدۃ:6) کہ آج تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کی گئی ہیں اور ان لوگوں کا کھانا جن کو کتاب دی گئی تمہارے لئے جائز ہے۔ اور تمہارا کھانا ان کے لئے جائز ہے اور پاکدامن مومن عورتیں اور ان لوگوں میں سے پاکدامن عورتیں جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تمہارے لئے جائز ہیں جب تم ان کے مہر ادا کر دو۔

◉ اب ہمارا نہ ماننے والوں کو فوری طور پر تلوار سے ختم کرنے اور جہاد کے نام پر ان کو قتل کرنے کا عقیدہ رکھنے والوں سے سوال ہے کہ آپ اس قرآن کو نہیں مانتے جس میں یہ آیت ہے کہ غیر مسلم اہل کتاب کا کھانا بھی مومنوں کے لئے جائز ہے اور غیر مسلم پاک دامن اہل کتاب عورتوں سے شادی کرنا بھی جائز ہے۔ یا ایسے لوگ اپنے گھر میں ایسی عورتوں کو لاتے ہیں ان کو تہ تیغ کریں گے؟؟؟

ایسے لوگ جو اپنے مذہب اور مسلک سے مخالف لوگوں کے قتل پر عملاً یا عقیدۃً آمادہ رہتے ہیں اس کوشش میں رہتے ہیں کہ اپنے مخالفین کی مذہبی عمارتوں کو اور عبادت گھروں کو مسمار کریں اور آج کی دنیا میں بھی ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض اوقات مختلف مسلک رکھنے والوں کی مساجد تک گرا دی جاتی ہیں۔ یا seal کرا دی جاتی ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا (الحج:40) اگر اللہ ان میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ شرارت سے باز نہ رکھتا تو عیسائیوں کے گرجے، یہودیوں کے عبادت گھر، راہبوں کے عبادت کے خلوت خانے، اور مسلمانوں کی مسجدیں جن میں کثرت سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے برباد کر دی جاتیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ یہود کے گرجوں کی حفاظت کی بھی اور عیسائیوں کے گرجوں کی بھی اور راہبوں کے خلوت خانوں کی بھی اور مسلمانوں کی مساجد کی بھی حفاظت کا ذریعہ مقرر کرتا ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن نے غیر مسلموں سے حسن سلوک کی تعلیم نہیں دی اس کو ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب میں اپنے مخالف مذہب رکھنے والوں کے انبیاء اور رسولوں اور بزرگوں کی عزت و احترام کے قیام اور ان کی کتب مقدسہ کی عزت و احترام اور ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت کا ذکر ہے؟

◉ غیر مسلموں سے اسلامی معاشرہ میں بدسلوکی کا ایک اعتراض یہ بھی بڑے زور و شور سے کیا جاتا ہے کہ قرآن اسلام سے مرتد ہونے والے کو قتل کی سزا دیتا ہے۔ ہم نے قرآن پڑھا اور بار بار پڑھا ہے اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کسی ایک جگہ بھی مرتد کی سزا قتل نہیں قرار دی گئی۔

ہم یہاں وہ چھ آیات لکھتے ہیں جن میں کسی شخص کے اسلام سے مرتد ہونے کا ذکر ہے اور اعتراض کرنے والوں سے پوچھتے ہیں کہ بتائیے کہ کسی آیت میں اشارۃً بھی مرتد کو قتل کی سزا دینے کا ذکر ہے؟

پہلی آیت ہے: وَلَا يَزَالُوۡنَ يُقَاتِلُوۡنَكُمۡ حَتّٰى يَرُدُّوۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِكُمۡ اِنِ اسۡتَطَاعُوۡا ؕ وَمَنۡ يَّرۡتَدِدۡ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡنِهٖ فَيَمُتۡ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓـئِكَ حَبِطَتۡ اَعۡمَالُهُمۡ فِى الدُّنۡيَا وَالۡاٰخِرَةِ (البقرۃ:218) کہ مخالفین تم سے لڑتے چلے جائیں گے یہاں تک کہ اگر ان کی طاقت ہو تو وہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں گے اور اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے اور پھر مر جائے تو اس کے اعمال ضائع ہو گئے۔

دیکھئے اس آیت میں مرتد ہونے والے کی طبعی موت کا ذکر ہے کوئی اشارہ بھی نہیں کہ مرتد ہونے والے کو قتل کر دیا جائے۔

دوسری آیت ہے: اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بَعۡدَ اِيۡمَانِهِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُهُمۡ ۚ وَاُولٰٓـئِكَ هُمُ الضَّآلُّوۡنَ (آل عمران:91) کہ جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے (اور ایمان میں واپس لوٹنے کی بجائے) اور کفر میں بڑھتے گئے ان کا لوٹ کر آنا قبول نہیں کیا جائے گا اور یہ لوگ گمراہ ہیں۔

اس آیت میں یہ ذکر ہے کہ کچھ لوگ ایمان لا کر پھر کفر اختیار کر لیتے ہیں ایسے لوگ پہلے سے بھی زیادہ کفر میں بڑھتے جاتے ہیں اور ان کو توبہ نصیب نہیں ہوتی بلکہ وہ گمراہ ہی رہتے ہیں۔ اس آیت میں بھی مرتد ہونے والوں کے کفر میں بڑھنے کا ذکر ہے مگر ان کے قتل کئے جانے کا کوئی اشارہ نہیں۔

تیسری آیت ہے: اِنَّ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ اٰمَنُوۡا ثُمَّ كَفَرُوۡا ثُمَّ ازۡدَادُوۡا كُفۡرًا لَّمۡ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَـغۡفِرَ لَهُمۡ وَلَا لِيَـهۡدِيَهُمۡ سَبِيۡلًا (النساء:138) کہ جو جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہو گئے (یعنی انہوں نے کفر و ایمان کو کھیل بنایا ہوا ہے) پھر وہ کفر میں بڑھتے گئے وہ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی طرف سے ہدایت سے بے نصیب ہیں۔

اس آیت میں بعض لوگوں کے ایمان لانے اور پھر کافر ہو جانے اور پھر ایمان لانے اور کافر ہو جانے اور پھر کفر میں بڑھتے چلے جانے کا ذکر ہے۔ یہ اشارہ بھی نہیں کہ ان کو مرتد ہونے پر قتل کر دیا جائے۔ بلکہ ان لوگوں کا ذکر ہے کہ وہ ایمان کے بعد مرتد ہوئے اور پھر ایمان لائے (گویا قتل نہیں کئے گئے) اور پھر مرتد ہو گئے اور کفر میں بڑھتے چلے گئے۔

چوتھی آیت ہے: يٰۤـاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَنۡ يَّرۡتَدَّ مِنۡكُمۡ عَنۡ دِيۡـنِهٖ فَسَوۡفَ يَاۡتِى اللّٰهُ بِقَوۡمٍ يُّحِبُّهُمۡ وَيُحِبُّوۡنَهٗۤ (المائدۃ:55) کہ اے مومنو تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو اللہ ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جن سے اللہ محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

اب یہاں مرتد کے لئے کسی سزا یا قتل کا ذکر نہیں بلکہ مومنوں کی تعداد اور محبت الٰہی میں ترقی کا ذکر ہے۔

پانچویں آیت ہے: مَنۡ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنۡۢ بَعۡدِ اِيۡمَانِهٖۤ اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَـئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ وَلٰـكِنۡ مَّنۡ شَرَحَ بِالۡكُفۡرِ صَدۡرًا فَعَلَيۡهِمۡ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَلَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ (النحل:107) کہ جو شخص اللہ پر ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے (سوائے ان لوگوں کے جن پر جبر کیا جائے اور ان کا دل ایمان پر مطمئن ہو) بلکہ وہ جس نے اپنا سینہ کفر کے لئے کھول دیا۔ ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہو اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے۔

دیکھئے اس آیت میں بھی مرتد ہونے والے کے لئے جو سزا ہے وہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ انسان کو کوئی اجازت اس کے قتل کی نہیں دی۔

چھٹی آیت ہے: اِنَّ الَّذِيۡنَ ارۡتَدُّوۡا عَلٰٓى اَدۡبَارِهِمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الۡهُدَى ۙ الشَّيۡطٰنُ سَوَّلَ لَهُمۡ ؕ وَاَمۡلٰى لَهُمۡ (محمد:26) کہ یقیناً وہ لوگ جو اپنی پیٹھوں کے بل مرتد ہو جاتے ہیں جبکہ ان کے لئے ہدایت کھل گئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان نے ان کو خوبصورت کر کے دکھایا ہے اور ان کو امیدیں دلائی ہیں۔

اس آیت میں بھی مرتد کے لئے کوئی قتل یا سزا کا حکم نہیں صرف ان کے ارتداد کے محرکات کا ذکر ہے۔

اب انصاف سے کام لیتے ہوئے سارا قرآن پڑھ جائیے آپ کو کسی جگہ بھی ایمان قبول کر کے مرتد ہونے والوں کے لئے کسی سزا یا قتل کا ذکر نہیں ملے گا۔

ہاں بائبل کھولئے ہر قسم کے ارتداد کی سزا قتل ہے اور قتل بھی بھیانک شکل میں۔ مثلاً لکھا ہے:

’’پھر خداوند نے موسیٰ سے کہا۔ تُو بنی اسرائیل سے یہ بھی کہہ دے کہ بنی اسرائیل میں سے یا ان پردیسیوں میں سے جو اسرائیلیوں کے درمیان بود و باش کرتے ہیں جو کوئی شخص اپنی اولاد میں سے کسی کو مولک (بنی عمون کا خاص دیوتا) کی نذر کرے وہ ضرور جان سے مارا جائے۔ اہل ملک اسے سنگسار کریں۔

(احبار باب 20 آیت 1 تا 2)

ارتداد کی سزا تو بائبل میں قتل ہے مگر ایسا شخص جو سبت کے دن اپنی ضرورت کے لئے لکڑیاں جمع کرتا ہے وہ بھی واجب القتل ہے۔

لکھا ہے: ’’اور جب بنی اسرائیل بیابان میں رہتے تھے تو ان دنوں ایک آدمی سبت کے دن ان کو لکڑیاں اکٹھی کرتا ہوا ملا اور جن کو وہ لکڑیاں اکٹھی کرتا ہوا ملا وہ اسے موسیٰ اور ہارون اور ساری جماعت کے پاس لے گئے انہوں نے اسے حوالات میں رکھا کیونکہ ان کو یہ نہیں بتایا گیا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہیے۔ تب خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ یہ شخص ضرور جان سے مارا جائے ساری جماعت لشکر گاہ کے باہر اسے سنگسار کرے۔ چنانچہ جیسا خداوند نے موسیٰ کو حکم دیا تھا اس کے مطابق ساری جماعت نے اسے لشکر گاہ سے باہر لے جا کر سنگسار کیا اور وہ مر گیا۔‘‘ (گنتی باب 15 آیات 32 تا 36)

ارتداد کی ہر صورت میں قتل اور تباہ و برباد کرنے کی سزا کا حکم موجودہ بائبل میں بڑے زور سے دیا گیا ہے۔ لکھا ہے:

’’اگر تیرے درمیان کوئی نبی یا خواب دیکھنے والا ظاہر ہو اور تجھ کو کسی نشان یا عجیب بات کی خبر دے۔ اور وہ نشان یا عجیب بات جس کی اس نے تجھ کو خبر دی وقوع میں آئے اور وہ تجھ سے کہے کہ آ ہم اور معبودوں کی جن سے تو واقف نہیں پیروی کر کے ان کی پوجا کریں۔ تُو تو ہرگز اس نبی یا خواب دیکھنے والے کی بات کو نہ سننا کیونکہ خداوند تمہارا خدا تم کو آزمائے گا تاکہ جان لے کہ تم خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے محبت رکھتے ہو یا نہیں۔ تم خداوند اپنے خدا کی پیروی کرنا اور اس کا خوف ماننا اور اس کے حکموں پر چلنا اور اس کی بات سننا۔ تم اسی کی بندگی کرنا اور اسی سے لپٹے رہنا۔ وہ نبی یا خواب دیکھنے والا قتل کیا جائے کیونکہ اس نے تم کو خداوند تمہارے خدا سے (جس نے تم کو ملک مصر سے نکالا اور تجھ کو غلامی کے گھر سے رہائی بخشی) بغاوت کرنے کی ترغیب دی تاکہ تجھ کو اس راہ سے جس پر خداوند تیرے خدا نے تجھ کو چلنے کا حکم دیا ہے بہکائے۔ یوں تو اپنے بیچ میں سے ایسی بدی کو دور کر دینا۔

اگر تیرا بھائی یا تیری ماں کا بیٹا یا تیرا بیٹا یا بیٹی یا تیری ہم آغوش بیوی یا تیرا دوست جس کو تو اپنی جان کے برابر عزیز رکھتا ہے تجھ کو چپکے چپکے پھسلا کر کہے کہ چلو ہم اور دیوتاؤں کی پوجا کریں جن سے تُو اور تیرے باپ دادا واقف بھی نہیں۔ یعنی ان لوگوں کے دیوتا جو تمہارے گرداگرد تیرے نزدیک رہتے ہیں یا تجھ سے دور زمین کے اِس سرے سے اُس سِرے تک بسے ہوئے ہیں۔ تو تُو اِس پر اس کے ساتھ رضامند نہ ہونا اور نہ اس کی بات سننا۔ تو اس پر ترس بھی نہ کھانا اور نہ اس کی رعایت کرنا اور نہ اسے چھپانا۔ بلکہ تو اس کو ضرور قتل کرنا اور اس کو قتل کرتے وقت پہلے تیرا ہاتھ اس پر پڑے۔ اس کے بعد سب قوم کا ہاتھ۔ اور تو اسے سنگسار کرنا تاکہ وہ مر جائے کیونکہ اس نے تجھ کو خداوند تیرے خدا سے جو تجھ کو ملکِ مصر یعنی غلامی کے گھر سے نکال لایا برگشتہ کرنا چاہا۔ تب سب اسرائیل سن کر ڈریں گے اور تیرے درمیان پھر ایسی شرارت نہیں کریں گے۔ اور جو شہر خداوند تیرے خدا نے تجھ کو رہنے کو دیئے ہیں اگر ان میں سے کسی کے بارے میں تو یہ افواہ سنے کہ چند خبیث آدمیوں نے تیرے ہی بیچ میں سے نکل کر اپنے شہر کے لوگوں کو یہ کہہ کر گمراہ کر دیا ہے کہ چلو! ہم اور معبودوں کی جن سے تم واقف نہیں پوجا کریں۔ تو تُو دریافت اور خوب تفتیش کر کے پتا لگانا اور دیکھا اگر یہ سچ ہو اور قطعی یہی بات نکلے کہ ایسا مکروہ کام تیرے درمیان کیا گیا۔ تو تُو اس شہر کے باشندوں کو تلوار سے ضرور قتل کر ڈالنا اور وہاں کا سب کچھ اور چوپائے وغیرہ تلوار ہی سے نیست و نابود کر دینا۔

اور وہاں کی ساری لوٹ کو چوک کے بیچ جمع کر کے اس شہر کو اور وہاں کی لوٹ کو تنکا تنکا خداوند اپنے خدا کے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

23؍مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معہود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ مَیں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ توحید کا قیام کر کے محبت الٰہی دلوں میں پیدا کروں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے سچے عشق کی وجہ سے ملا ہے۔

ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے ماننے والے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کرتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور آپ کی سیرت کے واقعات سے آپ کی محبت الٰہی، عشق رسول ﷺ اور ہمدردیٔ بنی نوع انسان کا نہایت روح پرور تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے کی پُرزور تاکید۔

یہ باتیں سن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے وہ ظالم اور جاہل اور فتنہ پرداز ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ ان کا معاملہ اب خدا تعالیٰ پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد جہاں توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح کر کے دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے لانا تھا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کا اِدراک دلوانا اور اس پر عمل کروانا بھی تھا۔

آپ کے مشن کو ختم کرنے کے لئے بہت سارے مسلمان علماء نے کوششیں کیں۔ بیشمار نام نہاد علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور اب تک لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں، مسلمان ممالک میں ہماری مخالفت ہوتی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ہم پر اثر ہے کہ آج بھی ہم ان مخالفین کے جواب میں ان کے خلاف اخلاقی معیاروں کو نہیں چھوڑتے اور قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ کاش ان لوگوں کو سمجھ آ جائے کہ اس زمانے کے حَکم اور عدل اور مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حکومت جو دلوں پر قائم ہونی ہے۔ زمینوں پر نہیں، دلوں پر قائم ہونی ہے وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے نہ کہ کسی تلوار یا بندوق یا طاقت سے یا دہشتگردی پھیلانے سے اور اسلام کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے سے۔

یورپ میں جو واقعات ہو رہے ہیں، اسلام کے نام پر افراد یا تنظیمیں کر رہی ہیں یا یہاں لندن میں دو دن پہلے ظالمانہ طور پر معصوموں کو قتل کیا گیا ہے۔ راہ چلتے راہگیروں پر کار چڑھا دی۔ ایک پولیس والے کو قتل کیا۔ تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کے دلوں میں بجائے اسلام کی خوبصورت تعلیم ڈالنے کے ظلم و بربریت کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔

قتل و غارت کی، معصوموں کو قتل کرنے کی جو یہ حرکتیں ہو رہی ہیں، ان حرکتوں کو ہمیں سختی سے ہر جگہ ردّ کرنا چاہئے۔ اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور متأثرین سے ہمدردی کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ کے مسیح کا لگایا ہوا یہ بیج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول اور بڑھ رہا ہے۔ ہم نے اگر اس کی سبز شاخیں بننا ہے تو ہمارا کام ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور عمل سے ثابت ہے ہم اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اپنے اعمال اور نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کو اس طرح بنائیں کہ ہمارے ہر عمل سے یہ نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 مارچ 2017ء بمطابق 24؍امان 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

کل 23؍مارچ تھی اور 23؍مارچ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں بڑا اہم دن ہے کیونکہ اس دن حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی باقاعدہ بیعت کے ذریعہ سے بنیاد رکھی۔ آپ نے فرمایا کہ آنے والا مسیح موعود اور مہدی معہود جس کے آنے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی وہ مَیں ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں تا کہ توحید کا قیام کر کے محبت الٰہی دلوں میں پیدا کروں۔

آپ نے فرمایا کہ ”خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد

ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔'' (رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 307-306)

پھر آپ نے فرمایا کہ یہ مقام و مرتبہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے سچے عشق کی وجہ سے ملا ہے۔ اس لئے تمام دنیا کے لئے یہ پیغام ہے کہ اس رسول سے محبت کرو اور اس کی پیروی کرو۔ اس سے خدا تعالیٰ سے بھی تعلق قائم ہوگا اور حقیقی موحّد بھی بن سکو گے۔

آپ فرماتے ہیں کہ ''تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے جو خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہے۔ اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے۔ اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے۔''

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 14-13)

یہ ہے وہ مقام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت جس کا آپ نے ہمیشہ بھرپور اظہار کیا اور اپنے ماننے والوں کو بھی اس بات کی تلقین کی کہ وہ اس محبت اور مقام کو اپنے سامنے رکھیں۔ ظالم ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپ کے ماننے والے نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو کم کرتے ہیں اور آجکل الجیریا میں بھی احمدیوں پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے اور الزام لگا کر انہیں جیلوں میں ڈالا جا رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب عورتوں پر بھی انہوں نے ہاتھ ڈالنے شروع کر دیئے ہیں۔ ان پر مقدمے قائم کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ کئی کئی گھنٹے سفر کروا کر دودھ پیتے چند مہینوں کے بچوں کے ساتھ عورتوں کو دوسرے شہروں میں لے جایا جاتا ہے اور مقدمہ قائم کیا جاتا ہے اور جیل بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن عورتیں بھی یہی پیغام مجھے بھجوا رہی ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مانا ہے اور اس ماننے کے بعد ہی ہمیں حقیقی توحید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ اور آپ سے سچی محبت کی حقیقت پتا چلی ہے۔ ہم کس طرح اپنے ایمان سے پیچھے ہٹ سکتی ہیں۔

جہاں ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان احمدیوں کے لئے آسانیاں پیدا فرمائے وہاں ہماری یہ بھی دعا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔ وہ جو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق توحید کے قیام اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ سے محبت اور توحید کے قیام کے لئے آپ کی تڑپ کی ایک جھلک آپ کے ان الفاظ سے ملتی ہے۔

آپ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں کہ:

''دیکھ! میری روح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانے کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لئے اور نہ اپنی عزت کے لئے بلکہ اس لئے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ جا پڑیں۔'' فرمایا کہ ''مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں۔ یہاں تک کہ سورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں۔ ...... مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تُو ہی میرا خدا ہے۔ اس لئے میری روح تیرے نام سے ایسی اچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے۔ لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔'' (تریاق القلوب، روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 511)

اس بات سے جہاں آپ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کی عظمت قائم کرنے کے لئے تڑپ نظر آتی ہے وہاں انسانیت کو بچانے کے لئے بے چینی کا بھی شدید اظہار نظر آتا ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ آپ ہی تو آخری زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ کی محبت کو دلوں میں قائم کرنے والے اور نہ صرف خود قائم کرنے والے ہیں بلکہ خود بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبے ہوئے تھے۔ آپ کو کس قدر تڑپ تھی کہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کی یہ چنگاری دوسروں کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے۔ اس بارے میں آپ فرماتے ہیں:

''کیا بد بخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اُس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ مَیں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں۔ اور کس دوا سے مَیں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں''۔ (کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21)

ان الفاظ کی تہہ میں کس قدر درد ہے۔ بلکہ کہنا چاہئے کہ ہر ہر لفظ میں درد کے کئی پہلو چھپے ہوئے ہیں۔ ہر لفظ کے کئی پَرت ہیں اور ہر پرت میں درد ہے اور ان کی گہرائی میں ہر ایک اپنے فہم اور ادراک کے لحاظ سے جا سکتا ہے لیکن جس حد تک بھی کوئی اپنی استعداد کے مطابق پہنچے گا روحانیت میں غیر معمولی بلندی اور غیر معمولی ترقی حاصل کرنے والا ہوگا۔ پھر خدا تعالیٰ کی عبادت اور خدا تعالیٰ سے محبت کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

''اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہو گے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا۔ تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اُس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ کے ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے؟ پھر اگر تم کو اُس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کے لئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں''۔ فرماتے ہیں ''غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلّی اسباب پر گر گئی ہیں'' (دنیا داری اور مادیت کے علاوہ ان میں کچھ نہیں) ''اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی۔ اور جیسے گِدھ اور کُتّے مردار کھاتے ہیں انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔ ......''۔

فرمایا کہ ''...... مَیں تمہیں حدِّ اعتدال تک رعایت اسباب سے منع نہیں کرتا''۔ (کام کرنے سے، چیزوں سے فائدہ اٹھانے سے، مادی چیزوں کے استعمال سے منع نہیں کرتا) ''بلکہ اس سے منع کرتا ہوں کہ تم غیر قوموں کی طرح نرے اسباب کے بندے ہو جاؤ اور اس خدا کو فراموش کر دو جو اسباب کو بھی وہی مہیا کرتا ہے'' (یہ وسائل جو ہیں، جو مادی چیزیں ہیں یہ وہی مہیا کرتا ہے۔ ان پر نہ گرو بلکہ خدا کی طرف دیکھو جو یہ چیزیں مہیا کرتا ہے) فرمایا کہ ''اگر تمہیں آنکھ ہو تو تمہیں نظر آ جائے کہ خدا ہی خدا ہے اور سب ہیچ ہے۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21)

پس یہ تعلق ہے خدا تعالیٰ سے جس کو ہم نے حاصل کرنا اور قائم کرنا ہے۔ جو آپ اپنے ماننے والوں سے چاہتے ہیں کہ یہ معیار حاصل ہوں۔

جیسا کہ مَیں ابھی ذکر کر چکا ہوں کہ توحید کے قیام اور اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا کام آپ علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ سے عشق و محبت کی وجہ سے ملا۔ اس عشق و محبت کے نظارے ہمیں آپ کی ذات میں کس طرح نظر آتے ہیں اس کے بیشمار واقعات ہیں۔

ایک واقعہ کو راوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ مسجد مبارک میں اکیلے ٹہل رہے تھے اور کچھ گنگنا رہے تھے اور ساتھ ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جب اس شخص نے عرض کی کہ کون سا صدمہ حضور کو پہنچا ہے؟ تو فرمایا کہ مَیں حضرت حسّان بن ثابت کا یہ شعر پڑھ رہا تھا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا تھا۔ شعر یہ ہے:

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ   فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ   فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ

یعنی اے خدا کے پیارے رسول! تُو میری آنکھ کی پتلی تھا جو آج تیری وفات کی وجہ سے اندھی ہوگئی ہے۔ اب تیرے بعد جو چاہے مَرے مجھے تو تیری موت کا ڈر تھا جو واقع ہوگئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا میں یہ شعر جب پڑھ رہا تھا تو میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش یہ شعر میری زبان سے نکلتا''۔ یہ شعر پڑھتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے بے انتہا آنسوؤں کا نکلنا آپ کے دل کی کیفیت کا حال بتا رہا تھا۔ پس وہ لوگ اس عشق و محبت کے اظہار کے قریب بھی کہاں پہنچ سکتے ہیں جو آپ پر الزام لگاتے ہیں کہ نعوذ باللہ آپ نے اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام سے اونچا درجہ دیا ہوا ہے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی اس جذباتی حالت کی جو کیفیت تھی اس کا بڑے دردانگیز انداز میں اس طرح نقشہ کھینچا ہے کہ وہ شخص جس نے ہر قسم کی سختی اور تنگی کا سامنا کیا جس پر مخالفتوں کی بے شمار آندھیاں چلیں، بیشمار تکلیفوں اور ایذاؤں سے گزرے۔ قتل کے مقدمات آپ پر بنے۔ عزیزوں اور قریبیوں اور دوستوں حتی کہ بچوں کی موت کے نظارے دیکھے۔ لیکن آپ کے قریب رہنے والوں نے کبھی آپ کے چہرے اور آنکھوں پر آپ کے دلی جذبات کا اظہار نہیں دیکھا۔ لیکن اس

موقع پر جہاں عشق رسول کے اظہار کا موقع آیا تو آپ کی آنکھیں سیلاب کی طرح بہہ نکلیں۔
(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 28 تا 30)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے نظارے آپ کی تحریروں اور ملفوظات میں بھی بیشمار ملتے ہیں۔ ایک جگہ مخالفین اسلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر ہنسی ٹھٹھا کرنے کی باتیں سن کر اپنی دلی کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتے رہتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم! اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور مَیں اپنی تمام مُرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا! تُو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15۔ عربی عبارت کا اردو ترجمہ) (سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 44-43)

کیا کوئی ہے جو اس طرح کے جذبات کا اظہار کر سکے۔ عشق و محبت کا دعویٰ کرنے والے تو بہت ہیں۔ ناموس رسالت اور ختم نبوت کے نام پر فتنہ و فساد اور قتل و غارت کرنے والے تو بہت لوگ ہیں۔ لیکن کیا کوششیں کی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو دنیا سے منوانے کے لئے اور اسلام اور قرآن کو دنیا میں پھیلانے کے لئے۔ آپ کے الفاظ صرف منہ کا دعویٰ نہیں ہے بلکہ آپ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بھی اور غیر بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کا اظہار آپ کے دل کی آواز اور آپ کے ہر عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے امرتسر کے ایک اخبار جس کا نام "وکیل" تھا جو غیر احمدیوں کا اخبار تھا اس نے آپ کی وفات پر لکھا کہ:
"مرزا صاحب کی رحلت نے ان کے بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو ہاں روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا ہے کہ ان کا ایک بڑا شخص اُن سے جدا ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی مخالفین اسلام کے مقابلے پر اسلام کی اس شاندار مدافعت کا بھی جو اس کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی خاتمہ ہو گیا ہے"۔ پھر کہتا ہے "مرزا صاحب کے لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے"۔ لکھتا ہے کہ "آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کسی درجہ تک وسیع ہو جائے" (دفاع جو اسلام کا دفاع ہے کسی درجہ تک وسیع ہو جائے) "ناممکن ہے کہ مرزا صاحب کی تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔" (بحوالہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 46-45)۔ ان تحریروں کے بغیر اسلام کا دفاع ممکن ہی نہیں۔

پس یہ سب کچھ جو آپ نے کیا تو اسلام کو اللہ تعالیٰ کا آخری دین اور کامل اور مکمل دین ثابت کرنے کے لئے کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے آپؐ کے مقام کا لوہا منوانے کے لئے کیا۔ دنیا کو بتانے کے لئے کیا کہ اصل مقام آپ کا ہی ہے۔ تمام دنیا کو اور دنیا کے مذاہب پر یہ واضح کیا کہ دین محمدؐ جیسا کوئی دین نہیں ہے۔

اعتراض کرنے والے آپ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کے اظہار کو تو پڑھیں، اس پر غور کریں ورنہ اعتراض برائے اعتراض تو جہالت کی نشانی ہے۔ آپ ایک وفا شعار شاگرد اور ایک احسانمند خادم کی طرح ہمیشہ فرماتے تھے کہ یہ سب کچھ مجھے میرے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور آپ کی پیروی سے ہی ملا ہے۔ چنانچہ اس کا اظہار کرتے ہوئے آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:
"مَیں اسی (خدا) کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جیسا کہ اس نے ابراہیم سے مکالمہ مخاطبہ کیا اور پھر اسحاق سے اور اسماعیلؑ سے اور یعقوبؑ سے اور یوسفؑ سے اور موسیٰؑ سے اور مسیح ابن مریم سے اور سب کے بعد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہمکلام ہوا کہ آپ پر سب سے زیادہ روشن اور پاک وحی نازل کی، ایسا ہی اس نے مجھے بھی اپنے مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشا۔ مگر یہ شرف مجھے محض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے حاصل ہوا۔ اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت نہ ہوتا اور آپ کی پیروی نہ کرتا تو اگر دنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا۔" (تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 412-411)
یہ باتیں سن کر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے وہ ظالم اور جاہل اور فتنہ پرداز ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ جو بڑے بڑے علماء بنے پھرتے ہیں ان کا معاملہ اب خدا تعالیٰ پر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد جہاں توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو واضح کر کے دنیا کو آپ کے جھنڈے تلے لانا تھا وہاں حقوق العباد کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کا اِدراک دلوانا اور اس پر عمل کروانا بھی تھا۔ چنانچہ آپ نے شرائط بیعت میں بھی یہ شرط رکھی بلکہ دو شرائط براہ راست اس تعلق سے ہیں۔
شرط نمبر 4 میں آپ نے فرمایا کہ "عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا"۔ (بیعت کرنے والا یہ عہد کرے) "نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے"۔ پھر نویں شرط ہے کہ "عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض لِلّٰہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"۔
(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 564)
چنانچہ اس کے مطابق اسلامی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:
"دین کے دو ہی کامل حصے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لئے دعا کرنا"۔ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)
پھر آپ فرماتے ہیں "اسلامی تعلیم کے رُو سے دین اسلام کے حصے صرف دو ہیں۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ یہ تعلیم دو بڑے مقاصد پر مشتمل ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ "اوّل (یہ کہ) ایک خدا کو جاننا جیسا کہ وہ فی الواقعہ موجود ہے اور اس سے محبت کرنا اور اس کی سچی اطاعت میں اپنے وجود کو لگانا جیسا کہ شرط اطاعت و محبت ہے"۔ پھر فرمایا کہ "دوسرا مقصد یہ ہے کہ اس کے بندوں کی خدمت اور ہمدردی میں اپنے تمام قویٰ کو خرچ کرنا"۔ (تمام تر طاقتیں اور استعدادیں اور صلاحیتوں کو خرچ کرنا) "اور بادشاہ سے لے کر ادنیٰ انسان تک جو احسان کرنے والا ہو شکر گزاری اور احسان کے ساتھ معاوضہ کرنا"۔
(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 281)
پس یہ ہے وہ تعلیم جو خدا تعالیٰ کی محبت کے بعد مخلوق سے معاملہ کرنے کی ہے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے اس کی مخلوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دلاتی ہے۔
اس بارے میں آپ کی اپنی حالت اور عمل کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی حالت اس بارے میں کیا تھی؟ آپ کس طرح عمل فرماتے تھے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ آپ فرماتے ہیں:
"مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے"۔ (یعنی مَیں کسی کو بھی، ان مخالفت کرنے والوں کو بھی دشمن نہیں سمجھتا۔) فرمایا "مَیں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے، بلکہ اس سے بڑھ کر"۔ فرمایا کہ "مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول"۔
(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)
پھر آپ ایک جگہ مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے"۔ (جو اس کی جنس ہو، قسم ہو اسی سے محبت کرتی ہے) "یہاں تک کہ چیونٹیاں بھی (چیونٹیوں سے) اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے"۔ فرمایا کہ جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے (آپ خدا تعالیٰ کی طرف بلا رہے ہیں) اس کا فرض ہے "کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں۔ کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیز نہیں ہیں بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام درہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے"۔ (یعنی سلطانی بادشاہ کے سکّہ کا نشان ہے۔ کون سا بادشاہ؟) "یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں"۔ (اللہ تعالیٰ میری تائید کرتا ہے۔ میری گواہی دیتا ہے)۔ فرمایا کہ "مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں سے دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی معہود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ

سے یہی میرا نام رکھا اور پھر زمانے کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔"

(اربعین نمبر 1، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 345)

یہ باتیں صرف آپ نے لکھنے کے لئے نہیں لکھ دیں یا صرف دعویٰ ہی نہیں کیا کہ آپ کو بنی نوع سے محبت ہے اور سب سے زیادہ محبت ہے۔ اس کے عملی اظہار بھی آپ کی زندگی میں ہمیں نظر آتے ہیں۔ ایک طرف آپ کے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ ہے اور اس دعوے کی تصدیق کے لئے اللہ تعالیٰ جب لوگوں کے لئے بعض نشان ظاہر فرماتا ہے، ایسے نشان جو آفات کے رنگ میں ہیں تو آپ بے چین ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالکریم صاحب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں رہتے تھے بیان کرتے ہیں کہ طاعون کی وبا پھیلنے کے دنوں میں جب ایک ایک دن میں بیشمار لوگ اس کا شکار ہو رہے تھے اور موت کے منہ میں جا رہے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعا کرتے ہوئے سنا جسے سن کر مَیں حیران رہ گیا۔ حضرت مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ "اس دعا میں آپ کی آواز (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز) میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والوں کا پتّہ پانی ہوتا تھا۔" (سن کے بھی عجیب جذباتی کیفیت طاری ہو جاتی تھی)۔ "اور آپ اس طرح پر آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کرتے تھے (اس طرح رو رہے تھے اور ایسی تکلیف سے آپ کی آواز نکل رہی تھی) جیسے کوئی عورت دردِزہ سے بیقرار ہو۔" (مولوی صاحب کہتے ہیں کہ) میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق الٰہی کے لئے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا کرتے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو جائیں گے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا"۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 54)

پس غور کریں کہ ایک پیشگوئی کے مطابق مخالفوں پر یہ عذاب آ رہا ہے لیکن آپ اس کے دُور ہونے کی دعا مانگ رہے ہیں اور اس عذاب کے ٹلنے کی وجہ سے عین ممکن ہے بلکہ مخالفین نے شور بھی مچانا تھا۔ آپ کی پیشگوئی مشکوک ہو سکتی تھی۔ لیکن بنی نوع انسان کی ہمدردی نے اس کی پرواہ نہیں کی اور دعا یہ کرتے ہیں کہ ان کو عذاب سے بچالے اور ایمان کی سلامتی کے لئے کوئی دوسرا راستہ دکھادے۔ آپ کے مخالف بھی کبھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ آپ نے ہمدردی کے موقع پر ان سے ہمدردی نہیں کی۔ اس کے بیشمار واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

جب منارۃ المسیح کی تعمیر شروع ہونے لگی تو ہندوؤں نے شور مچایا کہ اس سے ہمارے گھروں کی بے پردگی ہوگی۔ اس پر حکومت کی طرف سے ایک مجسٹریٹ تحقیق کے لئے آیا۔ اس کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تمام تفصیل بیان کی۔ بتایا کہ یہ تو ایک نشان کے طور پر ہے۔ اس پر روشنی لگائی جائے گی۔ علاقہ روشن ہوگا۔ بے پردگی بالکل نہیں ہوگی۔ اور اگر ان کی بے پردگی ہے تو ہمارے گھروں کی بھی ہوگی۔ تو یہ بالکل غلط تأثر ہے کہ بے پردگی ہوگی۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ مجسٹریٹ کے ساتھ وہاں کے ایک ہندو لالہ بڈھامل بھی تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ یہاں رہتے ہیں۔ قادیان میں ہمارے ہمسائے ہیں۔ اس شہر کے رہنے والے ہیں۔ ان کو پتا ہے کہ میں نے ہمیشہ ہمسایوں کا اور مخلوق کا خیال رکھا ہے۔ یہ لالہ بڈھامل آپ کے ساتھ ہیں۔ ان سے پوچھیں کہ کبھی کوئی ایک ایسا موقع بھی آیا ہے جب ان کو میری مدد کی ضرورت ہوئی اور میں نے اس میں کوئی کمی کی ہو یا کسی بھی قسم کا فائدہ انہیں پہنچانے میں میری طرف سے کبھی روک ہوئی ہو۔ اور پھر ان سے یہ بھی پوچھ لیں کہ کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ انہیں (لالہ صاحب کو) مجھے نقصان پہنچانے کا کوئی موقع ملا ہو اور یہ نقصان پہنچانے سے رکے ہوں۔ انہوں نے ہمیشہ مجھے نقصان پہنچایا اور مَیں نے ہمیشہ ان کو فائدہ پہنچایا۔ اس وقت لالہ صاحب وہاں مجسٹریٹ کے ساتھ تھے ان کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس بات کا انکار کریں بلکہ شرم اور ندامت کا اظہار تھا۔ (ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 61 تا 63)

پس یہ تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نمونے کہ نقصان پہنچانے والوں کو بھی ہمدردیٔ مخلوق کے تحت فائدہ پہنچایا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب جنہوں نے مخالفت کی انتہا کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ لگایا اور دجّال اور ضال قرار دیا، نعوذ باللہ۔ سارے ملک میں آپ کے خلاف نفرت اور دشمنی کی آگ بھڑکائی لیکن مقدمے میں جب آپ کے وکیل نے مولوی محمد حسین کے خاندان کے بارے میں بعض طعن آمیز سوالات کرنے چاہے تو آپ علیہ السلام نے سختی سے روک دیا۔ وکیل مولوی فضل دین صاحب غیر احمدی تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مرزا صاحب عجیب انسان ہیں، عجیب اخلاق کے مالک ہیں کہ ایک شخص ان کی عزّت بلکہ جان پر حملہ کرتا ہے اور اس کے جواب میں جب اس کی شہادت کو کمزور کرنے کے لئے بعض سوالات کئے جاتے ہیں تو آپ فوراً روک دیتے ہیں کہ مَیں ایسے سوالات کی اجازت نہیں دیتا۔ انہی مولوی محمد حسین کے بارے میں اپنے ایک عربی شعر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے کہ

قَطَعْتَ وِدَادًا قَدْ غَرَسْنَاہُ فِی الصِّبَا　　وَلَیْسَ فُؤَادِیْ فِی الْوِدَادِ یُقَصِّرُ

یعنی تُو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا جو ہم نے جوانی کے زمانے میں اپنے دل میں نصب کیا تھا مگر میرا دل کسی صورت میں محبت کے معاملے میں کمی اور کوتاہی کرنے والا نہیں۔

(ماخوذ از سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ 57 تا 59)

بہر حال یہ تو ایک مثال ہے کہ آپ کے مشن کو ختم کرنے کے لئے بہت سارے مسلمان علماء نے کوششیں کیں۔ بیشمار نام نہاد علماء نے آپ کی مخالفت کی۔ آپ پر کفر کے فتوے لگائے اور اب تک لگاتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے مختلف ممالک میں، مسلمان ممالک میں ہماری مخالفت ہوتی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کا ہم پر اثر ہے کہ آج بھی ہم ان مخالفین کے جواب میں ان کے خلاف اخلاقی معیاروں کو نہیں چھوڑتے اور قانون کو بھی اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ کاش ان لوگوں کو سمجھ آ جائے کہ اس زمانے کے حَکم اور عدل اور مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہی ہیں اور اسلام کی اشاعت اور توحید کا قیام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی حکومت جو دلوں پر قائم ہونی ہے، زمینوں پر نہیں، دلوں پر قائم ہونی ہے وہ مسیح موعود کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے اور آپ کی جماعت کے ذریعہ سے ہی قائم ہونی ہے نہ کہ کسی تلوار یا بندوق یا طاقت سے یا دہشتگردی پھیلانے سے اور اسلام کے نام پر مظلوموں کو قتل کرنے سے۔ یورپ میں جو واقعات ہو رہے ہیں یہ اسلام کے نام پر افراد یا تنظیمیں کر رہی ہیں یا یہاں لندن میں دو دن پہلے ظالمانہ طور پر معصوموں کو قتل کیا گیا ہے۔ راہ چلتے راہگیروں پر کار چڑھادی۔ ایک پولیس والے کو قتل کیا۔ تو یہ اسی وجہ سے ہے کہ ان نام نہاد علماء نے لوگوں کی غلط رہنمائی کر کے ان کے دلوں میں بجائے اسلام کی خوبصورت تعلیم ڈالنے کے ظلم و بربریت کے خیالات پیدا کر دیئے ہیں۔

پس ایسے میں ہم احمدیوں کا کام ہے جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہتا رہا ہوں اور اکثر کہتا ہوں کہ اسلام کے حسن کو دنیا کے سامنے پیش کریں جہاں تک احمدیت کی مخالفت کا تعلق ہے یہ احمدیت کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے، اس لئے ہی بھیجا ہے کہ آپ کو کامیاب کرنا ہے اور اسلام اب آپ کے ذریعہ ہی پھیلنا ہے۔ پس ہم نے اس اسلام کو پھیلانا ہے۔ قتل و غارت کی، معصوموں کو قتل کرنے کی جو یہ حرکتیں ہو رہی ہیں ان حرکتوں کو ہمیں سختی سے ہر جگہ ردّ کرنا چاہئے اس کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے اور متأثرین سے ہمدردی کرنا بھی ہمارا کام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا۔ وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلاوے گا اور حجت اور برہان کے رُو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آ جائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ (یٰس:31) پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے رُوبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اُترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اُترتے نہیں دیکھے گا اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ مَیں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 66-67)

اللہ تعالیٰ کے مسیح کا لگایا ہوا یہ بیج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھل پھول اور بڑھ رہا ہے۔ ہم نے اگر اس کی سبز شاخیں بننا ہے تو ہمارا کام ہے کہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں اور عمل سے ثابت ہے ہم اللہ تعالیٰ سے محبت، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق اور اپنے اعمال اور نوع انسان سے ہمدردی اور محبت کو اس طرح بنائیں کہ ہمارے ہر عمل سے یہ نظر آئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جماعت احمدیہ غانا کے 85 ویں جلسہ سالانہ 2017ء کا کامیاب انعقاد

"باغ احمد" تین دن تک نعرہ ہائے تکبیر، کلمہ طیّبہ کے ورد اور حضرت محمد مصطفی ﷺ پر درود سے معطر رہا۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے محبت بھرے قیمتی نصائح سے پُر پیغام کے ساتھ مولانا محمد بن صالح صاحب امیر جماعت احمدیہ گھانا نے 85 ویں جلسہ سالانہ گھانا کا افتتاح کیا۔

نومنتخب صدر مملکت گھانا، وفاقی وزراء اور دیگر حکومتی اعلیٰ افسران، ٹریڈیشنل چیفس اور علاقائی معززین کی شمولیت۔

31 ہزار سے زائد جانثاران خلافت کی جلسہ میں شمولیت۔ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک سے مہمانوں اور وفود کی آمد۔

تین روز تک نماز تہجد، دروس، علمی تقاریر اور دینی مجالس کا سلسلہ جاری رہا۔

(رپورٹ مرتبہ: نعیم احمد محمود چیمہ، مبلغ سلسلہ گھانا)

مغربی افریقہ کے پُرامن اور رواداری کی فضا والے ملک گھانا کا پورا نام جمہوریہ گھانا ہے۔ دارالحکومت اکرا (Accra) ہے جبکہ انگلش قومی زبان کے طور پر بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ دیگر بہت سی علاقائی زبانیں بھی ہیں اور انگلش کے ساتھ کوئی نہ کوئی مقامی زبان بھی ضرور بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ مملکت کا ماٹو "freedom and Justice" ہے جس کی جھلک حقیقی طور پر بھی مملکت کے معاملات میں واضح طور پر نظر آتی ہے۔ مذہبی رواداری اور برداشت کے ایسے مناظر دنیا میں کم نظر آتے ہیں جیسے یہاں کی روایات کا حصہ ہیں۔ ملک میں عیسائیوں اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے جبکہ ایک حصہ قبائلی مذاہب کی بھی پیروی کرتا ہے۔ احمدیت اس علاقے میں 1921ء میں آئی جب اکرافو کے ایک بزرگ دوست چیف مہدی آپاہ کی درخواست اور حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر پہلے احمدی مبلغ حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سالٹ پانڈ تشریف لائے۔ آپ ایک سال یہاں ٹھہرے اور اس دوران بہت سے افراد نے احمدیت قبول کرلی۔ بہت سے مراکز قائم ہوئے۔ اور 2021ء میں احمدیت کو اس علاقے میں آئے ہوئے سو سال مکمل ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ

ملک کے وسطی ریجن میں واقع مشہور و معروف شہر Winneba بھی اپنی بہت سی اہم چیزوں کی وجہ سے پہچانا جاتا ہے۔ شہر کی آبادی لگ بھگ ساٹھ ہزار نفوس پر مشتمل ہے لیکن سال میں تین دنوں کے لئے اس شہر کے قریب ایک اور شہر "باغ احمد" میں آباد ہوجاتا ہے۔ جلسہ سالانہ گھانا میں شمولیت کے لئے ملک کے مختلف حصوں سے لوگ جوق در جوق یہاں آتے ہیں اور دن رات اس شہر کی فضا میں نعرہ ہائے تکبیر اور آنحضرت ﷺ پر بھیجا جانے والا درود گونجتا رہتا ہے۔ نماز تہجد سے آغاز ہونے والے پروگرام رات دیر تک وقفہ وقفہ سے جاری رہتے ہیں اور لوگ پورے شوق سے ان تمام پروگراموں کو سنتے اور استفادہ کرتے ہیں۔

"باغ احمد" 460 ایکڑ پر مشتمل ایک خوبصورت قطعہء اراضی ہے جہاں جماعت احمدیہ گھانا کا سالانہ جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ جلسہ گاہ میں آموں کا ایک خوبصورت باغ بھی لگایا گیا ہے جبکہ پھلوں اور پھولوں کے وسیع قطعات بھی موجود ہیں۔ جلسہ گاہ کی ایک جانب پولٹری فارمز ہیں جہاں دوران سال مرغیاں پالی اور فروخت بھی کی جاتی ہیں۔ یوں قریبًا سارا سال ہی یہ جگہ آباد رہتی ہے لیکن یقینًا یہاں کا اصل حسن اور رونق وہ روحانی طیور ہیں جو سال میں ایک مرتبہ چند دن کے لئے یہاں اکٹھے ہوکر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی غلامی میں آنحضرت ﷺ کی محبت اور عشق کا پیغام دنیا تک پہنچاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کی تکمیل کا اعلان کرتے ہیں کہ

"I shall give you a large party of Islam"

(صدر مملکت غانا کی 'باغ احمد' غانا میں تشریف آوری)

جماعت احمدیہ گھانا کا یہ 85 واں جلسہ سالانہ تھا جو 12 تا 14 جنوری 2017 باغ احمد میں منعقد ہوا جس میں ملک بھر سے 31,000 ہزار سے زائد احمدی احباب و خواتین نے اس میں شرکت کی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

جلسہ سالانہ کے پہلے دن کا آغاز تہجد سے ہوا، نماز تہجد مکرم حافظ مبشر احمد صاحب انچارج حافظ کلاس گھانا نے پڑھائی اور نماز تہجد کے بعد مکرم یوسف بن صالح صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ اپر ایسٹ ریجن گھانا نے درس دیا جس میں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں جلسہ کے اغراض و مقاصد اور برکات پیش کئے۔ بعد از نماز فجر مکرم مولانا محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا نے حاضرین سے خطاب کیا جس میں انہوں نے احباب کا شکریہ بھی ادا کیا کہ وہ دور دراز علاقوں سے سفر کرکے اس جلسہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے ہیں جس کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کے انتظامات کے حوالے سے بعض اہم نصائح فرمائیں۔ آپ نے احباب جماعت کو نماز تہجد اور دوسری نمازوں اور اسی طرح جلسہ کے تمام پروگراموں میں اور خاص طور پر افتتاحی اجلاس جس میں مہمانان کرام شامل ہوتے ہیں وقت پر شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔

آپ نے احباب جماعت کو آپس میں تعارف حاصل کرنے اور تعلقات بنانے کے لئے کہا لیکن ساتھ ہی خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ مردوں و عورتوں کا آپس میں میل جول نہ ہو۔ تمام شاملین جلسہ کو ڈیوٹی والوں سے مکمل تعاون کرنے کی نصیحت کی۔ مکرم امیر صاحب نے سیکیورٹی پر کبھی خاص توجہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ آپ نے احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ دعا، ذکر الٰہی اور درود شریف کا ورد کرنے میں وقت گزارنے کی تلقین فرمائی۔

افتتاحی اجلاس۔ 12 جنوری 2017ء بروز جمعرات صبح دس بجے

12 جنوری 2017ء بروز جمعرات جلسہ کا پہلا دن تھا۔ احمدی احباب و خواتین بچے، بچیاں اپنے مقامی لباس میں ملبوس جوق در جوق جلسے میں شمولیت کے لئے دور دراز علاقوں سے تشریف لا رہے تھے۔ احباب و خواتین کی کثیر تعداد ایک روز قبل ہی جلسہ گاہ میں پہنچ چکی تھی اور اپنے دن کا آغاز اجتماعی نماز تہجد اور نماز فجر سے کر چکے تھے۔

صبح سوا دس بجے گھانا کے نومنتخب صدر مملکت جناب Nana Akufo-Addo اور ان کے ہمراہ نائب صدر مملکت جناب محمود Bawumia بھی تشریف لائے۔ مکرم امیر صاحب گھانا چند ممبران مجلس عاملہ اور بزرگان جماعت کے ہمراہ جلسہ گاہ کے داخلی گیٹ پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے صدر مملکت و نائب صدر مملکت اور ان کے ہمراہ تشریف لانے والے وفد کا استقبال کیا۔ جناب صدر مملکت کی تشریف آوری پر ممبران مجلس خدام الاحمدیہ نے انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا۔ گارڈ آف آنر کے بعد لوائے احمدیت کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم امیر صاحب گھانا نے لوائے احمدیت اور جناب صدر مملکت گھانا نے گھانا کا جھنڈا لہرایا۔

جناب صدر و نائب صدر مملکت گھانا کے علاوہ بڑی تعداد میں اہم شخصیات جس میں حکومتی، مذہبی، سماجی اور رفاہی تنظیموں کے نمائندگان شامل تھے نے بھی شرکت کی اور ان سب کے استقبال کے لئے اللہ کے فضل سے ممبران جماعت کی بھی ایک بڑی تعداد اس اجلاس کے آغاز سے قبل جلسہ گاہ میں پہنچ چکی تھی۔ مکرم امیر صاحب جناب صدر مملکت گھانا کے ہمراہ جیسے ہی جلسہ گاہ میں داخل ہوئے تمام ماحول انتہائی والہانہ نعرہائے تکبیر، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور اسلام احمدیت اور گھانا زندہ باد کے نعروں سے مسلسل گونجتا رہا۔ جیسے ہی وہ اسٹیج پر تشریف لائے باغ احمد کی تمام فضا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کے دلنشین اور پرسوز ورد سے معطر ہوگئی۔ اللہ کے فضل سے جلسہ سالانہ کی تمام کارروائی نہایت بخیر و خوبی اور جماعتی رویات کے مطابق انجام پذیر ہوئی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

جلسہ کا پہلا باقاعدہ اجلاس صبح ساڑھے دس بجے تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے شروع ہوا جس کی سعادت مکرم موسیٰ عیسیٰ صاحب طالبعلم جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے پائی۔ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ "یا عین فیض اللہ والعرفان" مکرم سعید فرض اللہ فاروق صاحب نے انتہائی پرسوز اور مترنم آواز میں مع انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ عربی قصیدہ کے بعد سنٹرل ریجن کے ممبران نے لوکل زبان میں حمدیہ نغمات پڑھے اور حاضرین جلسہ سالانہ نے بھی ان نغمات کو ان کے ساتھ دہرایا۔

حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام

افتتاحی اجلاس ایک خاص اہمیت کا حامل تھا کیونکہ اس میں سب سے اوّل سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا جماعت احمدیہ گھانا کے نام محبت بھرا بابرکت اور نصائح سے پُر پیغام پڑھ کر سنایا گیا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ افراد جماعت احمدیہ گھانا اخلاص اور اچھے اخلاق کے حامل ہیں اور سوسائٹی میں امن پسند اور مثالی فرد کے طور پر زندگی گزارنے والے ہیں۔ افراد جماعت قانون کی پابندی کرنے والے اور ہمیشہ امن کا راستہ اپنانے والے اور حکومت وقت کے ساتھ قوم کے بہترین مفاد کے لئے تعاون کرنے والے ہیں۔ احباب جماعت گھانا نے ہمیشہ اپنی قوم سے وفا اور محبت کی ہے اور اس کی وجہ وہ بنیادی تعلیم ہے جو ہمارے نبی کریم ﷺ نے دی یعنی وطن کی محبت ہمارے ایمان کا

لازمی حصّہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں بیان فرمایا کہ ایمان کی مضبوطی اور روحانی حالت کی تکمیل کے لئے بنی نوع انسان کے حقوق کی ادائیگی ضروری ہے۔ اس لئے ہر فرد کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آنا اور ان کے حقوق ادا کرنا بہت اہم اور ضروری ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو نصائح فرمائیں کہ ہمیشہ ان جلسوں کی اصل اغراض کو سامنے رکھیں یعنی اللہ تعالیٰ سے قربت، دینی علم اور عرفان میں ترقی، نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرنا ، دنیاوی خواہشات سے بچنا اور بنی نوع انسان سے محبت اور بھائی چارہ میں ترقی کرنا ہے اور ان تمام نیکی کے کاموں کو اپنی پوری استعداد کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کرنا اور یہ عہد کرنا کہ حقیقی اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان تمام اعلیٰ مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت کی نعمت عطا فرمائی ہے، جماعت کی ترقی بنیادی طور پر خلافت سے وابستہ ہے اس لئے افراد جماعت گھانا کو نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے ساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو ایم ٹی اے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جماعت کے لئے خاص تحفہ ہے اور خلافت سے مستقل تعلق کو قائم رکھنے کا ذریعہ ہے کو اپنی زندگیوں کا مستقل حصّہ بنانے کی نصیحت فرمائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو اپنے اہل و عیال کے ساتھ مل کر حضور کے خطبات براہ راست سننے اور ایم ٹی اے کے دوسرے پروگرامز کو باقاعدہ دیکھنے کی نصیحت فرمائی تا کہ ان کا نہ صرف اخلاص و تعلق خلافت احمدیہ سے مضبوط ہو بلکہ اسلام کی خوبصورت تعلیم اور جماعت احمدیہ کے اوصاف سے فائدہ اٹھا سکیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو خصوصی طور پر پانچ وقت نمازوں کے قیام، ذکر الٰہی اور ہمیشہ اپنا محاسبہ کرتے رہنے اور اپنی روحانی حالت میں ترقی کرتے رہنے کی طرف توجہ دلائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو روزمرہ زندگی میں دیانتداری کے ساتھ اپنی ذمّہ داریاں ادا کرنے اور جماعت کے مقاصد کے لئے قربانی کر کے اللہ کے فضلوں کے حاصل کرنے، تبلیغ میں فعّال ہونے اور احمدیت کا پیغام گھانا کے لوگوں اور تمام دنیا تک پہنچانے کے لئے خصوصی مساعی کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبت بھرے پیغام کے آخر پر دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ سالانہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے اور شاملین کو تقویٰ اور روحانیت میں بڑھائے اور اپنی حقیقی اصلاح کرتے ہوئے اپنے اندر نیک اور پاک تبدیلی پیدا کرتے ہوئے اپنی قوم اور انسانیت کی خدمت کی پوری سعی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اپنے فضلوں سے نوازے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نہایت ہی بابرکت پیغام کے بعد امیر جماعت مکرم مولانا نور محمد بن صالح صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے گھانا میں پُر امن انتخابات کے انعقاد اور اس کے بعد نہایت پر امن طریق سے انتقالِ حکومت کی مثال قائم کرنے پر گھانین قوم کو ان کی حب الوطنی پر سراہا اور انہیں ان تمام مراحل کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کے حضور شکر گزاری کی نصیحت فرمائی اور جلسہ میں بطور مہمان خصوصی تشریف لانے والے نو منتخب صدر مملکت کا تمام احباب جماعت کی طرف سے دلی شکریہ ادا کیا۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے اسلام میں اطاعت کی تعلیم میں قرآن کریم، احادیث اور سنت رسول ﷺ کے حوالے سے پیش کی اور صدر مملکت کو یقین دہانی کروائی کہ افراد جماعت ہمیشہ کی طرح اب بھی قومی ترقی و بہبود کے لئے حکومت وقت کے ساتھ پوری اطاعت و تعاون کا تعلق رکھے گی۔

آپ نے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد بیان فرماتے ہوئے جلسہ سالانہ کا تعارف اور جماعتی زندگی میں اس کی اہمیت کا ذکر کیا۔

مکرم امیر صاحب گھانا نے جلسہ سالانہ کے مرکزی خیال اور موضوع یعنی حب الوطنی کے پیدا کرنے میں مذہب کے کردار پر قرآن کریم، احادیث اور سنت رسول کے حوالے سے روشنی ڈالی۔

آپ نے امانت کی ادائیگی، عدل و انصاف کے ساتھ رعایا کے حقوق کی ادائیگی اور طرز حکومت کے اصول و طریق کے بارے میں قرآن کریم کی تعلیم بیان کی۔ آپ نے ملک کے سیاسی حالات کو سامنے رکھتے ہوئے ملک میں امن کے قیام اور باہم رواداری کی فضا کو برقرار رکھنے کے لئے بعض نصائح بھی کیں۔ آپ نے سیاسی رہنماؤں کو وطن سے سچی محبت میں دوسروں کے لئے نمونہ بننے اور پورے اخلاص کے ساتھ اپنی ذمّہ داریوں کو پورا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر ایک مرتبہ پھر آپ نے صدر مملکت گھانا اور تمام معزز مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔

صدر مملکت گھانا کا ایڈریس

مکرم و محترم مولانا محمد بن صالح صاحب امیر و مشنری انچارج گھانا کے افتتاحی خطاب و دعا کے بعد نو منتخب صدر مملکت گھانا جناب Nana Akufo-Addo نے حاضرین جلسہ سالانہ سے خطاب کیا۔

جناب صدر مملکت نے جماعت احمدیہ گھانا کے 85 ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد پر مبارکباد اور اس جلسہ کے مرکزی خیالی ''حب الوطنی کے جذبہ کے پیدا کرنے میں مذہب کا کردار'' پر جماعت احمدیہ کو سراہا اور کہا کہ جماعت احمدیہ گھانا اور اس کے احباب اس موضوع کی عملی تصویر ہیں۔

صدر مملکت گھانا جناب Nana Akufo-Addo نے محترم مولانا عبد الوہاب بن آدم مرحوم امیر جماعت احمدیہ گھانا کا نہایت محبت سے ذکر کیا اور کہا کہ انہوں نے اپنی عملی زندگی سے گھانا کی جماعت میں ملک و قوم سے محبت و وفا اور خدمت انسانیت کی جو مثال چھوڑی ہے اور جماعت احمدیہ نے گزشتہ 75 سال میں ملک و قوم کی تعلیم اور صحت کے میدان اور قیام امن کے لئے جو خدمات کی ہیں وہ قابل تحسین و تقلید ہیں۔

جناب صدر مملکت نے کہا کہ اس جلسہ کا موضوع نہایت اہم اور وقت کی ضرورت ہے کیونکہ کسی قوم کی ترقی کے لئے افراد قوم کا اس ملک سے بے لوث محبت و وفا کا تعلق ہونا ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ من حیث القوم ہم مذہبی لوگ ہیں اور ہماری روزمرہ زندگیوں میں ہمارے مذاہب کی تعلیمات کا بہت نفوذ اور گہرا اثر ہے۔ مذہب محض عبادتگاہ میں جا کر عبادت کرنے کا نام نہیں بلکہ اس کی تعلیم کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل بنانا ہی اصل مذہب ہے اور میرا ذاتی مطالعہ ہے کہ مذاہب اپنے ماننے والوں کو دوسروں کے حقوق ادا کرنے اور اپنے وطن سے محبت کرنے کی تعلیم دیتے ہیں جیسا کہ بانی اسلام نے وطن کی محبت کو جزو ایمان قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو نصیحت کی کہ دوسروں کے لئے وہی پسند کرو جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو۔ جماعت احمدیہ ان تعلیمات کی دنیا میں عملی مثال دے رہی ہے۔

صدر مملکت نے کہا کہ ہمارے ملک میں جو مذاہب ہیں انہیں اس موضوع پر خصوصی کام کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ ہر ذمّہ داری کی ادائیگی میں ذاتی محبت کا بہت عمل دخل ہوتا ہے۔ ملک کی ترقی و بہبود، ملک کا نظام دیانت سے چلانے کے لئے اس سے بے لوث محبت کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں مذاہب ملک سے محبت کے لئے تلقین کریں۔

جناب صدر مملکت نے کہا کہ مذاہب کو قوم میں اتحاد کے لئے اور ملک میں صفائی کی مہم چلانے کی بہت ضرورت ہے تا کہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ مذاہب جہاں روحانی صفائی کی تلقین کرتے ہیں وہاں جسمانی صفائی کی بھی تعلیم دیتے ہیں اور اس تعلیم کو بھی اجاگر کرنے کی بہت ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں مسلمانوں کو نیکی اور بھلائی کی تعلیم دینے والی اُمّت قرار دیا ہے اور میں آپ سے امید کرتا ہوں کہ آپ اس فرض کو خوب نبھائیں گے۔ سوسائٹی میں جو اخلاقی برائیاں اور خرابیاں جڑ پکڑ رہی ہیں یعنی بد دیانتی، رشوت خوری، اپنے کام سے لاپرواہی، کام میں سستی اور نااہلی، یہ اور ان جیسی دوسری برائیوں کے خلاف ایک جہاد کرنا ہوگا تا کہ گھانا دوسرے ممالک کے لئے ایک نمونہ بن سکے۔

صدر مملکت نے کہا کہ جماعت احمدیہ کا ماٹو ُمحبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ٗ حبّ الوطنی کی بنیاد ہے اور میں امید کرتا ہوں کے دوسرے مذاہب کے ماننے والے بھی اس کو اپنائیں گے۔ اس جلسہ کا موضوع اس امر کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے کہ آپ کی جماعت ملک کی کتنی خیر خواہ اور اس کی کی ترقی اور قیام امن کے لئے کس قدر سنجیدہ کوشش کر رہی ہے اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

جناب صدر مملکت کو اپنی مصروفیت کے سبب جانا تھا اس لئے دعا کے بعد مکرم امیر صاحب اور ممبران عاملہ نے پورے عزت و احترام کے ساتھ صدر مملکت کو جلسہ گاہ سے الوداع کہا اور اس دوران تمام فضا ایک بار پھر نعروں اور کلمہ طیّبہ کے مبارک ورد سے گونجتی رہی یہاں تک کہ وہ جلسہ گاہ سے باہر تشریف لے گئے۔

مہمانان گرامی کے ایڈریسز

صدر مملکت کے جلسہ سے تشریف لے جانے کے بعد بھی افتتاحی اجلاس جاری رہا جس میں بعض خصوصی مہمانان کرام نے جلسہ سالانہ کے انعقاد اور کامیابی پر مبارکباد دی۔

جناب Reverend Emmanuel Asante جو گھانا پیس کونسل کے چیئرمین نے اپنے خطاب میں محترم مولانا عبد الوہاب بن آدم مرحوم امیر جماعت احمدیہ گھانا کا نہایت محبت سے ذکر کیا اور کہا کہ ان کے ساتھ انہیں ایک لمبا عرصہ کام کرنے کا موقعہ ملا تھا اور اب آپ کے موجودہ امیر جماعت کے ساتھ ان انتخابات میں ملک میں امن و امان کے قیام کے لئے کام کرنے کا موقعہ ملا ہے اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ ملک کی محبت اور خدمت میں مسلسل مصروف عمل ہے۔

محکمہ تعلیم کے ڈائریکٹر جنرل نے اپنے ایڈریس میں کہا کہ جماعت احمدیہ وہ جماعت ہے جس نے ہمیشہ امن و رواداری کی تعلیم کا پرچار کیا ہے اور میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے جلسہ کا موضوع آپ پر پوری طرح اطلاق پاتا ہے۔ شعبہ تعلیم میں جماعت احمدیہ کی خدمات قابل تحسین ہیں اور آپ کے تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء ہمارے معاشرہ میں نمایاں خدمات بجالا رہے ہیں اور دوسروں کے لئے وطن کی محبت اور نظم و ضبط کی مثال ہیں۔

اس افتتاحی اجلاس میں نو منتخب صدر مملکت گھانا کے علاوہ ایک بڑی تعداد معزز مہمانان کرام کی تھی جسمیں دو ممبران پارلیمنٹ، دو سفارتکار، 10 ڈسٹرکٹ چیف ایگزیکٹوز، سنٹرل اور نارتھ ایسٹ ریجن کے 24 ٹریڈیشنل چیفس۔ اسی طرح ایسٹرن ریجن اور سنٹرل ریجن

(باغ احمد جلسہ گاہ میں نماز سے قبل ایک منظر)

سے ٹریڈیشنل چیفس اور مختلف مذہبی، سیاسی اور رفاہی تنظیموں کے نمائندگان، دس سے زائد ریڈیو، ٹی وی اور اخبارات کے نمائندگان شامل ہوئے۔

جلسہ سالانہ گھانا کے افتتاحی اجلاس کا پہلا حصّہ جس میں جناب صدر مملکت گھانا شامل تھے گھانا کے سرکاری ٹی وی (GTV) پر براہ راست دکھایا گیا۔

اجلاس دوم۔ بروز جمعرات

12 جنوری 2017ء

دوپہر کے اجلاس میں تلاوت و نظم اور بعض ترانوں کے بعد دوسرے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم مولانا فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے ''سیّدنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں خلافت راشدہ کی نمایاں خصوصیات و برکات'' کے موضوع پر کی۔

شبینہ اجلاس بروز جمعرات

رات کے اجلاس میں مکرم الحاج نور الدین احمد صاحب نے احباب جماعت کو AIMS یعنی Ahmadiyya Information Managment System پروگرام کا مختصر تعارف اور اس کے گھانا میں شروع ہونے سے لے کر اب تک کی مختصر رپورٹ پیش کرتے ہوئے اس کی جماعتی زندگی میں اہمیت واضح کی۔

آپ نے بتایا کہ اب تک قریباً 20 ممالک میں AIMS کا پروگرام شروع کیا جا چکا ہے اور نہایت کامیابی سے کام کر رہا ہے۔ 2012ء میں گھانا میں اس کا آغاز کیا گیا تھا، پہلے مرحلہ میں 12 ریجنز میں تجدید کا کام مکمل کیا گیا۔

دوسرے مرحلہ میں تجرباتی طور پر صرف ایک ریجن یعنی گریٹر اکرا (Greater Accra) کے چندہ دہندگان کے چندوں کا اندراج کیا گیا اور اب AIMS کا پروگرام گھانا میں بھی پوری کامیابی کے ساتھ جاری ہو چکا ہے۔

13 جنوری 2017ء بروز جمعۃ المبارک

13 جنوری بروز جمعہ جلسہ کا دوسرا دن تھا۔ آج جمعہ کے روز باہمی اخوت اور اظہار یکجہتی کے طور پر بیشتر احباب وخواتین نے سفید رنگ کے لباس پہنے ہوئے تھے جو ایک خوبصورت روحانی منظر پیش کر رہے تھے۔ دن کا آغاز حسب روایت نماز تہجد اور نماز فجر سے کیا گیا۔ نماز تہجد کے بعد مکرم حمید احمد طاہر ریجنل مبلغ اشانتی Ashanti ریجن نے ''تحریک وقف عارضی اور اس کی برکات'' پر درس دیا جس میں آپ نے قران کریم اور احادیث کی روشنی میں دین کے لئے جان و مال کی قربانی کی اہمیت بیان کی اور اس کے بعد وقف عارضی کی ابتدائی صورتوں کا ذکر کرتے ہوئے اس کے باقاعدہ سکیم کے طور پر جاری ہونے کا ذکر کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ اور دوسرے خلفاء سلسلہ کے اقتباسات کی روشنی میں وقف عارضی سکیم کی اہمیت اور اس کی برکات پر روشنی ڈالی۔

تیسرا اجلاس۔ بروز جمعۃ المبارک

جلسہ سالانہ کے دوسرے دن کے صبح کے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے عربی قصیدہ ''یا قلبی اذکر احمدا'' کے بعد ایسٹرن ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں ترانے پڑھے۔

مکرم عبدالصمد عیسیٰ صاحب نیشنل سیکرٹری صنعت و تجارت گھانا نے ''حجاب وقار اور حیا کی علامت ہے'' کے موضوع پر قرآن کریم واحادیث اور خلفاء سلسلہ کے اقتباسات کی روشنی میں مدلل تقریر کی۔

برونگ آہافو (Brong Ahafo) ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں نظمیں پڑھیں۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

جمعۃ المبارک کی ادائیگی اور خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ

تیسرے اجلاس کے اختتام کے معاً بعد جلسہ گاہ کی دائیں جانب واقع میدان میں جمعہ کی ادائیگی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ براہ راست دیکھنے اور سننے کے لئے تیاری شروع کر دی گئی۔

دن کے ساڑھے بارہ بجے مکرم امیر صاحب نے خطبہ جمعہ دیا۔ آپ نے اپنے خطبہ جمعہ میں تاریخ انسانی میں بنی نوع انسان کو نقصان پہنچانے والی سب سے نمایاں برائی کا ذکر کیا جس نے انسانی معاشرہ کا امن تباہ و برباد کر دیا یعنی، ناانصافی۔ جس سے جنبہ پروری، ظالمانہ بادشاہت، کمزوروں پر ظلم و بربریت، خاندانی، سماجی، اقتصادی اور معاشرتی برائیوں نے جنم لیا۔

آپ نے احباب جماعت کو اللہ تعالیٰ سے زندہ تعلق اور اپنی روزمرہ زندگی میں اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے اور ملک وقوم کی خدمت کی ضرورت پر زور دیا اور کہا کہ اگر انسان کے اپنے مالک حقیقی سے تعلقات میں انصاف کا فقدان ہے تو وہ کیسے اس کی مخلوق کے ساتھ انصاف کا سلوک کر سکتا ہے۔ بغیر نفس کی قربانی کے انصاف کا اعلیٰ معیار قائم نہیں ہو سکتا۔

اس دور میں جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جس کے افراد جس ملک میں رہتے ہیں اس ملک سے محبت اور وفا کو اپنی ایمانداری اور قربانیوں سے ثابت کر رہے ہیں۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے معاً بعد تمام حاضرین جلسہ سالانہ نے ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ براہِ راست حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ سنا اور دیکھا۔

شبینہ اجلاس بروز جمعۃ المبارک

شبینہ اجلاس میں مکرم ابراہیم Bonsu صاحب سیکرٹری تبلیغ گھانا نے ''اللہ کی خاطر لوگوں کے دل جیتنا ہماری ذمہ داری ہے'' کے موضوع پر درس دیا۔ آپ نے آیات قرآنیہ کے حوالہ سے تبلیغ کی اہمیت وضرورت بیان کی اور اُسوہ رسول ﷺ سے کامیاب تبلیغ کے گُر بیان کئے۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کی بیعت

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے تین زیر تبلیغ افراد نے بیعت کی درخواست کی تھی۔ مکرم امیر صاحب نے انہیں اسٹیج پر بلایا اور مکرم ابراہیم صاحب نے انہیں شرائط بیعت و طریقہ بیعت مقامی زبان میں سمجھایا اور اس کے بعد انہوں نے بیعت کے الفاظ دہرائے۔ بیعت کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور نومبائعین سے مصافحہ ومعانقہ کیا اور انہیں قبول احمدیت پر مبارکباد دی۔

14 جنوری 2017ء بروز ہفتہ

دن کا آغاز حسب روایت باجماعت نماز تہجد سے ہوا۔ بعد از نماز تہجد مکرم محمد احسان نور صاحب، ریجنل مبلغ انچارج سنٹرل ایسٹ ریجن نے نماز باجماعت کی اہمیت پر درس دیا۔

چوتھا اجلاس بروز ہفتہ

جلسہ سالانہ کے تیسرے دن کے چوتھے اجلاس کا آغاز دن دس بجے تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے دو طلباء نے اردو منظوم کلام مترنم آواز میں پڑھا۔ اور دوپہر کے بعد وولٹا ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں نغمات پیش کئے۔

چوتھے اجلاس کی پہلی تقریر مکرم جسٹس سعید Kweku Gyan کی تھی۔ آپ کی تقریر ''حب الوطنی کے جذبہ کے پیدا کرنے میں مذہب کا کردار'' پر تھی۔

جناب جسٹس سعید صاحب نے گھانا میں منعقد ہونے والے انتخابات اور اس کے بعد پر امن طور پر حکومت کی منتقلی کو گھانا اور اس کے باسیوں کی ایک بہت کامیابی قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ دعویٰ تو ہر کوئی کرتا ہے کہ وہ اپنے ملک سے محبت کرتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ وہ اس محبت کو ثابت کیسے کرتا ہے۔ اگر ہمیں ملک سے محبت ہے تو ہمیں ایک ایماندار اور ذمہ دار شہری بن کر زندگی گزارنا ہوگی۔ ملک وقوم کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پوری تیار کرنا ہوگا، اپنی نسلوں کو علم کی دولت سے بہرہ مند کرنا ہوگا تا کہ ہر میدان میں محب وطن مجاہد میسّر آسکیں۔

آپ نے اسلام میں وطن کی محبت کی تعلیم اور آنحضور ﷺ کے پاک اسوہ کی روشنی میں وطن کی محبت کو اپنی زندگیوں میں اجاگر کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

چوتھے اجلاس کی پہلی تقریر کے بعد نارتھ ایسٹ ریجن کے ممبران نے اپنی مقامی زبان میں نغمات پیش کئے جس کے بعد خاکسار نعیم احمد محمود چیمہ مبلغ سلسلہ نے ''حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ حالات زندگی'' پر تقریر کی۔ منصب خلافت پر فائز ہونے سے قبل اور بعد کی متفرق خدمات دینیہ کا تفصیل سے ذکر کیا۔

(جلسہ گاہ غانا کا ایک فضائی منظر)

تقریر کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا گھانا اور گھانا کی جماعت کے ساتھ محبت کے تعلق کا خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ کے حسن ظن پر پورا اترنے کی طرف توجہ دلائی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد نارتھ ویسٹ ریجن کے ممبران نے اپنی مقامی زبان میں نغمات پیش کئے۔

اختتامی اجلاس

جلسہ کی اختتامی تقریب شام ساڑھے چار بجے شروع ہوئی۔ اختتامی اجلاس میں تلاوت قرآن کریم، نظم اور ترانوں کے بعد مکرم عباس بن ولسن صاحب نیشنل سیکرٹری تربیت گھانا نے ''اطاعتِ خلافت جماعت کے اتحاد اور ترقی کا راستہ ہے'' کے موضوع پر نہایت ہی پُر اثر تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ آج دنیا جماعت احمدیہ کو تمام مسلمانوں سے علیحدہ ایک پر امن اور پر اثر گروپ مانتی ہے اور غیروں کی طرف سے ہم اکثر یہ تبصرہ بھی سنتے ہیں کہ یہ جماعت نہایت منظم ہے، تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور حکومتیں اس جماعت کو ترقی میں اپنا ساتھی جانتی ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ اس جماعت کے پاس ایک لیڈرشپ ہے جو کسی اور جماعت اور گروپ کے پاس نہیں اور وہ ہے خلافت حقہ اسلامیہ جو ہمہ وقت ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد مخالفین جماعت احمدیہ نے یہ گمان کیا کہ اب یہ جماعت ختم ہو جائے گی لیکن اللہ تعالیٰ نے انتہائی خوف کی حالت کو امن میں بدلا اور خلفاء سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ افراد جماعت کو اتحاد کی لڑی میں پرو دیا اور اس دور میں مسیح پاک کی اس کمزوری جماعت کو معبود حقیقی کی عبادت، استحکام دین اور قیام امن کا کام سونپا ہے اور یہ اہم کام ہو نہیں سکتا جب تک یہ جماعت خلیفہ وقت کی کامل اطاعت نہیں کرتی۔ خلیفہ وقت کی اطاعت اس کے رسول کی اطاعت ہے اور رسول کی اطاعت اصل میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ 1908ء سے لے کر آج تک کی جماعت احمدیہ کی مسلسل ترقی اس بات پر گواہ ہے کہ جماعت خلافت حقہ اسلامیہ سے پورے اخلاص و وفا اور غیر مشروط اطاعت سے وابستہ ہے اور جب تک اطاعت کی روح قائم رہے گی جماعت اتحاد اور ترقی کے راستہ پر گامزن رہے گی۔

مکرم عباس بن ولسن صاحب نے اپنی تقریر کے آخر پر اس حوالہ سے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عہدیداران جماعت کو کی گئی خصوصی نصیحت کا بھی ذکر کیا۔ خلافت کی کامل اطاعت بہت ضروری ہے۔ ان کی تقریر کے بعد اشانتی ریجن کے ممبران نے مقامی زبان میں حمدیہ نغمات پیش کیئے۔

ان نغمات کے بعد مکرم الحاج احمد سلیمان انڈرسن جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ گھانا نے جماعت احمدیہ گھانا کی مختصراً سالانہ رپورٹ پیش کی۔ جس میں انہوں نے دوران عرصہ رپورٹ میں جماعت احمدیہ گھانا کے مختلف شعبہ جات یعنی تحریک جدید، وقف جدید، وصیت، رشتہ ناطہ اور تبلیغ کی مساعی، تعمیر مساجد، نومبائعین، باغ احمد کے ترقیاتی منصوبہ پر ہونے والے کام اور آئندہ کے منصوبہ جات اور نصرت جہاں سکیم کے تحت خدمات بجالانے والے سکولوں اور ہسپتالوں کی بارے میں مختصر رپورٹ پیش کی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے گزشتہ سالوں کی طرح امسال بھی گھانا سے 40 سے زائد احمدی مرد و خواتین کو حج بیت اللہ کی سعادت

حاصل ہوئی اور اسی طرح بڑی تعداد میں احباب جماعت کو جلسہ سالانہ یوکے میں بھی شرکت کی توفیق ملی اور گھانا کے چیف امام نے مع وفد جلسہ سالانہ یوکے میں شمولیت کی اور ایم ٹی اے افریقہ کے علاوہ گھانا ٹی وی، TV Africa اور CINEPLUS پر جلسہ سالانہ کی نشریات دکھائی گئیں۔

آپ نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خاص شفقت سے ایم ٹی اے اسٹوڈیو بستان احمد کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے اور اب اس میں آلات کی تنصیب کا کام جاری ہے۔ امید ہے وہ دن بہت جلد آئے گا جب گھانا سے تمام براعظم افریقہ کے لئے ایم ٹی اے افریقہ کی نشریات کا باقاعدہ آغاز ہو گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

رپورٹ کے آخر پر دوران عرصہ رپورٹ میں وفات پا جانے والوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کے لئے اور اسی طرح ملک میں امن و امان کی صورتحال کے لئے دعا کی تحریک کی۔

مکرم جنرل سیکرٹری صاحب کے سالانہ رپورٹ پیش کرنے کے بعد ایم ٹی اے گھانا کے لئے دو نئے مرکزی سٹاف ممبران مکرم مرزا صلاح احمد صاحب اور مکرم کلیم احمد قریشی صاحب کو جلسہ اسٹیج پر بلایا گیا اور انہوں نے حاضرین جلسہ سے اپنا تعارف کروایا۔ اسی طرح امسال پانچ نئے تشریف لانے والے مبلغین کرام مکرم سرفراز احمد عدیل صاحب، مکرم فہد احمد سیّد صاحب، مکرم بلال احمد قمر صاحب، مکرم مبشر احمد اقبال صاحب اور مکرم حافظ خلیق احمد بشیر صاحب (جن میں سے دو جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل اور دو جامعۃ المبشرین اور ایک مدرسۃ الحفظ گھانا میں بطور اساتذہ خدمات بجا لا رہے ہیں) کو باری باری جلسہ کے اسٹیج پر بلایا گیا اور انہوں نے اپنا تعارف کروایا۔

تعلیمی اسناد کی تقسیم

امسال کالج اور یونیورسٹی میں نمایاں پوزیشن لینے والے 13 طلباء و طالبات کو مکرم امیر صاحب نے تعلیمی اسناد دیں۔

اسی طرح مدرسۃ الحفظ سے مکمل قرآن کریم حفظ کرنے والے پانچ حفّاظ کو قرآن کریم اور اسناد دیں۔ مارچ 2005ء میں مدرسۃ الحفظ گھانا کا اجراء کیا گیا تھا اور اب تک اللہ کے فضل سے قبل ازیں 51 طلباء نے مکمل قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔ امسال تیسرے بیچ کے پانچ طلباء نے اللہ کے فضل سے قرآن کریم کا حفظ مکمل کیا ہے۔ ان پانچ حفاظ میں سے تین کا تعلق گھانا سے، ایک کا لائبیریا سے اور ایک کا آئیوری کوسٹ کی جماعت سے ہے۔

اختتامی تقریر سے قبل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا کے طلباء نے نہایت پرسوز انداز میں حمدیہ نغمات پیش کئے جس سے پوری فضا پر ایک جوش و ولولہ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔

تعلیم و ویلفیئر فنڈ کا اجراء

مکرم امیر صاحب گھانا نے اپنی اختتامی تقریر سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری اور اجازت سے جماعت احمدیہ گھانا میں تعلیم و ویلفیئر فنڈ کے اجراء کا اعلان کیا۔

آپ نے تمام افراد جماعت اور خاص طور پر صاحب حیثیت افراد جماعت کو تحریک کی کہ وہ اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں تا کہ کوئی احمدی بچہ یا بچی ایسی نہ ہو جو سیکنڈری تعلیم محض اس وجہ سے مکمل نہ کر سکے کہ ان کے پاس وسائل نہ تھے اور اسی طرح ایسے بچے جو نمایاں قابلیت رکھتے ہیں وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول سے محروم نہ رہیں۔ مکرم امیر صاحب نے کہا کہ اسی طرح اس فنڈ سے یتامیٰ، بیوگان اور مستحقین کی بھی مدد کی جائے گی۔

(مکرم امیر صاحب غانا کی طرف سے صدر مملکت غانا کو دینی کتب کا تحفہ)

اللہ کے فضل سے مکرم امیر صاحب کی تقریر کے دوران ہی بعض افراد جماعت نے نقد رقوم اسٹیج پر بھجوائیں اور مزید ادا کرنے کے وعدہ جات بھجوائے۔ اللہ کے فضل سے اس فنڈ کے اجراء کے دوران تیس ہزار گھانا سیڈی سے زائد نقد رقوم اور وعدہ جات اکٹھے ہوئے۔

مکرم امیر صاحب نے گھانا میں ایک ہفتہ قبل نہایت پُرامن انتخابات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان انتخابات کا کامیاب انعقاد ظاہر کرتا ہے کہ من حیث القوم ہم امن پسند قوم ہیں۔ انتخابات کے وقت سیاسی پارٹیوں کی بنیاد پر بظاہر معاشرہ تقسیم ہوتا ہے لیکن یہ محض انتخابات کی حد تک ہی رہنا چاہیے اور ہم سب کو اتفاق سے باہم مل کر اپنے ملک کو ترقی کی شاہراہ پر لیجانا ہے۔ جماعت احمدیہ گھانا اللہ کے فضل سے مسلسل ترقی کر رہی ہے۔

آپ نے افراد جماعت کو سوشل میڈیا کے جائز استعمال کی طرف توجہ دلائی اور خبردار کیا کہ کسی کو یہ استحقاق نہیں کہ جماعت کے نام پر کوئی گروپ بنائے اور اس کے ذریعہ سے احباب جماعت میں بغیر تحقیق اور منظوری کے جماعتی عقائد کے بارے میں باتیں شامل کرے۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے جلسہ سالانہ کی حاضری ریجن وائز بتائی اور اعلان کیا کہ اللہ کے فضل سے جلسہ کی کل حاضری 31,532 رہی۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

مکرم امیر صاحب نے باغ احمد کی حفاظتی دیوار اور باڑ لگانے میں نمایاں قربانی کرنے والے احباب جماعت کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ باغ احمد کی قیمتی زمین کو آباد کرنا اور اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ گھانا کو پوری دنیا میں تحریک جدید میں نویں اور وقف جدید میں دسویں پوزیشن حاصل ہوئی۔

اخبارات و ٹی وی پر جلسہ سالانہ کی کوریج

گھانا کے بڑے اخبارات یعنی Daily Graphic، Ghana Time نے اور اسی طرح Daily Guide نے تصاویر کے ساتھ جلسہ سالانہ کی خبریں جلی حروف میں لگائیں۔ ان اخبارات نے نائب صدر مملکت گھانا اور مکرم امیر صاحب کے خطابات میں سے اہم پیغامات کا ذکر کیا اور خاص طور پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا احباب جماعت گھانا کے نام جلسہ کے موقعہ پر خصوصی پیغام کا ذکر کیا اور اس کا خلاصہ درج کیا۔

Daily Graphic اخبار نے جلسہ سالانہ کے بعد اپنے 6 فروری کے اخبار میں دو صفحات پر مشتمل اسپیشل ایڈیشن شائع کیا جس میں جماعت احمدیہ میں جلسہ سالانہ کی اہمیت، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے شاملین جلسہ گھانا کے نام خصوصی پیغام کا خلاصہ اور صدر مملکت کی تقریر شائع کئے۔

افتتاحی اجلاس کی کارروائی GTV پر براہ راست دکھائی گئی اور اسی طرح جلسہ GTV اور بعض دوسرے لوکل ٹی وی اسٹیشن پر جلسہ سالانہ کی خبریں مع ویڈیو کلپ دی گئیں۔

امسال مجلس خدام الاحمدیہ گھانا کی زیر نگرانی خدام الاحمدیہ گھانا اور اسی طرح جلسہ سالانہ گھانا کا Twitter اکاؤنٹ بنایا گیا تھا جس پر تینوں دن جلسہ سالانہ کی تصاویر اور مختلف پیغامات دیئے جاتے رہے۔ جس پر دنیا بھر کے احمدی احباب نے گھانا جماعت کو اپنے محبت بھرے تعریفی کلمات سے نوازا۔

اسی طرح خدام الاحمدیہ گھانا نے اپنے Facebook اکاؤنٹ پر جلسہ سالانہ گھانا کے بعض اجلاسات کی کارروائی کی Live Stream دی جس سے بیرون ممالک میں بسنے والے گھانین احمدیوں نے خصوصاً اور دوسرے احمدی احباب نے جلسہ سالانہ کے اجلاسات کی کارروائی براہ راست دیکھی اور سنی۔

ایم ٹی اے اسٹوڈیو گھانا

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال بھی ایم ٹی اے انٹرنیشنل گھانا نے جلسہ سالانہ کے داخلی گیٹ کے سامنے اسٹوڈیو بنایا جس میں مختلف موضوعات پر پینل گفتگو ریکارڈ کی گئیں اور علاوہ ازیں شاملین جلسہ سالانہ کے تاثرات بھی ریکارڈ کئے گئے۔ اسی طرح امسال تمام جلسہ کی کارروائی کی ریکارڈنگ ایم ٹی اے گھانا کی ٹیم کی نگرانی میں کی گئی۔

نمائش اور بک اسٹال

گزشتہ سال کی طرح امسال بھی جلسہ گاہ کے بالکل سامنے جماعتی نمائش اور بک اسٹال کا انتظام کیا گیا تھا جس میں جماعتی کتب کے علاوہ گھانا جماعت کی تاریخی تصاویر بھی رکھی گئی تھیں جس سے مہمانوں اور نئی نسل نے بہت استفادہ کیا اور احباب جماعت نے قرآن کریم اور دوسری جماعتی کتب بھی خریدیں۔

وصیت اور AIMS

جلسہ گاہ کے سامنے نمائش کے ساتھ دفتر وصیت گھانا نے اپنا ٹینٹ لگایا تھا جہاں نظام وصیت کے بارے میں معلوماتی چارٹ لگائے گئے تھے۔ موصیان کو ان کے ریکارڈ کے بارے فوری معلومات مہیّا کرنے اور اسی طرح احباب جماعت کو نظام وصیت کے بارے میں معلومات مہیّا کرنے کا انتظام کیا گیا تھا۔

جلسہ گاہ کے داخلی راستہ کے سامنے دائیں جانب AIMS ڈیپارٹمنٹ نے بھی احباب جماعت کی معلومات کے لئے علیحدہ ٹینٹ لگایا تھا جہاں چندہ دہندگان کے ذاتی ریکارڈ، AIMS نظام کے بارے میں معلومات مہیّا کئے جانے کا اور جن احباب کی تا حال رجسٹریشن نہ ہوئی ہے ان کی رجسٹریشن کا انتظام بھی تھا۔

وقف نو گھانا

امسال جلسہ گاہ کے داخلی گیٹ کے بالکل سامنے نمائش گاہ کے ساتھ شعبہ وقف نو گھانا نے اپنا ٹینٹ لگایا جہاں وقف نو تحریک کے بارے میں معلوماتی چارٹ لگائے گئے تھے۔ واقفین نو اور ان کے والدین یا ایسے والدین جو اپنے بچے مستقبل میں اپنے بچوں کو وقف کرنے کے خواہشمند ہیں سٹال پر تشریف لاتے رہے اور انہیں وقف نو سکیم کی اہمیت اور اس کی تفصیلات کے بارہ میں آگاہ کیا جاتا رہا۔ شعبہ وقف نو نے سٹال پر بعض سوینیئرز بھی رکھے تھے۔

جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ

جلسہ سے ایک ہفتہ قبل مکرم امیر صاحب نے تمام شعبہ جات کا معائنہ فرمایا اور حسب ضرورت ناظمین کو ہدایات دیں۔

جلسہ کے ایام میں شعبہ تربیت کے کارکنان احباب کو جلسہ کی کارروائی اور نمازوں میں شمولیت کی تلقین کرتے رہے۔ علاوہ ازیں رات کو بر وقت سونے اور صبح نماز تہجد اور نماز فجر کے لئے بیدار کروانے کی ذمہ داری بھی بڑے احسن رنگ میں سر انجام دی۔

شعبہ پارکنگ کے مستعد کارکنوں نے ان تین ایام میں عمدہ رنگ میں پارکنگ کا کام سنبھالے رکھا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا نیز مجلس خدام الاحمدیہ کے مستعد اور چاک و چوبند نوجوان نہایت محنت اور لگن سے اپنے فرائض سر انجام دیتے رہے۔

شعبہ طبّی امداد نے جہاں باقاعدہ ایک بیرک میں مریضوں کی دیکھ بھال کا انتظام کیا تھا وہاں نیشنل ہیلتھ انشورنس نے بھی اپنا سٹال لگایا تھا تا کہ احباب جماعت سہولت کے ساتھ نیشنل ہیلتھ انشورنس کی رجسٹریشن کروا سکیں۔

حسب روایت بہت سے احباب نے مقام جلسہ میں ہی پرائیویٹ خیمہ جات میں بھی رہائش رکھی۔ بعض احباب نے مقامی ہوٹلوں میں قیام کیا جبکہ جماعتی طور پر ریجنز کے اعتبار سے خواتین اور مرد حضرات کی علیحدہ علیحدہ رہائشگاہیں بھی تیار کی گئی تھیں۔ جلسہ میں شامل ہونے والے لوگوں کے عمومی تاثرات میں عبادات کی طرف توجہ، اتحاد و یگانگت اور تبلیغ کے لئے ایک جوش نظر آتا تھا۔ احباب و خواتین اور بچوں کی ایک بڑی تعداد صبح اجتماعی نماز تہجد اور دیگر نمازوں میں شامل ہوتی رہی اور درس و تقاریر کو انہماک سے سنتی رہی۔ صفائی، کھانے کے انتظامات اور بازار کی صورت حال میں بھی بہت بہتری نظر آئی۔ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ گھانا کے اس جلسہ سالانہ کو بہت مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو ترقیات عطا فرماتا چلا جائے۔ آمین ثم آمین۔

انسانی آبادی کے بنیادی اصول

(طارق حیات - مربی سلسلہ احمدیہ)

زمین پر انسانی آبادی ہزاروں سال سے قائم ہے اور اس کا بڑھنا بعض اصولوں کے ماتحت ہے اور جب انسان اپنی محدود عقل اور سمجھ سے شرح پیدائش کے متعلق اپنے اپنے دائرہ میں ہی تبدیلیاں کرنے لگیں تو اثرات گہرے ہو جاتے ہیں جس کی ایک مثال عوامی جمہوریہ چین کی فی خاندان ایک بچہ پالیسی ہے، جس کو ارباب اختیار نے 40 سال بعد ہی مجبور ہو کر حال ہی میں تبدیل کر دیا ہے۔ فی خاندان ایک بچہ والی چین کی حکومتی پالیسی کے معاشی و معاشرتی اثرات ایک طرف بھی رکھ دیں اور صرف اخلاقی پہلو کا ہی تجزیہ کریں تو سامنے آتا ہے کہ قریباً نصف صدی میں چین میں پوری پوری نسلیں پروان چڑھی ہیں جن کو صرف لینا آتا ہے، دینا نہیں۔ کیونکہ ان کو روز اول سے ہی بہن بھائیوں کے درمیان گھر میں آپس میں بانٹ کر کھانے کا کوئی بھی تجربہ نہیں ہے۔

انسانی آبادی کے علم کے ماہرین کہتے ہیں کہ ایک ثقافت اور معاشرے کو صرف 25 سال تک اپنے قیام و استحکام کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہاں بسنے والا ہر مرد و عورت کا جوڑا اوسطاً کم از کم 2.11 بچے پیدا کرے۔ بصورت دیگر وہ معاشرہ، ثقافت، نسلی گروہ، معدومی کے خطرے سے دوچار ہو جائے گا۔ کیونکہ تاریخ بتاتی ہے کہ بعض انسانی معاشروں میں 25 سال تک مرد و عورت کے جوڑوں نے اوسطاً 1.9 بچے پیدا کئے وہ معدومی میں چلے گئے اور جہاں یہ اوسط 1.3 ہوئی وہاں معدومی یقینی ٹھہری، کیونکہ ایسا عدم توازن درست کرنے کے لئے بھی 80 سے 100 سال درکار ہوتے ہیں۔ لیکن موجودہ مہذب دور میں ایسی کوئی بھی معاشرتی مثال میسر نہیں ہے۔

مثلاً کسی ملک میں مرد و عورت کے 2 جوڑے ہوں اور وہ دونوں ایک ایک بچہ یا بچی پیدا کریں تو اگلی نسل میں وہ ایک ایک بچہ اور بچی بھی ایک بچہ یا بچی پیدا کریں تو ایک محدود عرصہ میں ہی کل تعداد چار سے ایک پر پہنچ گئی۔ یعنی اگر اسی تناسب سے 2006 میں لاکھوں بچے پیدا ہوں تو 2026 میں ایک محدود تعداد ہی معاشرے میں سرگرم عمل نظر آئے گی۔

متعدد ذرائع بتاتے ہیں کہ یورپ کے ممالک میں سے فرانس کے مقامی باشندوں میں شرح پیدائش 1.8 ہے برطانیہ کے مقامی باشندوں میں 1.6 ہے، یونان میں 1.3 ہے، جرمنی میں 1.3 ہے۔ اٹلی میں 1.2 اور سپین میں شادی شدہ جوڑوں میں 1.1 شرح پیدائش ہے۔ یوں مجموعی طور پر یورپی یونین کے 31 ممالک میں شادی شدگان میں بچوں کی پیدائش کی شرح 1.38 کے لگ بھگ ہے۔

عیسائی چرچ سے منسلک کئی تنظیمیں اس مذکورہ بالا حقیقت کے بارہ میں اپنے لوگوں کو بار بار خبردار کر رہی ہیں، کیونکہ ان کے مطابق آئندہ چند دہائیوں میں مسلمانوں کی آبادی تیزی سے بڑھتے ہوئے ان مغربی ممالک میں اقلیت سے اکثریت میں چلی جائے گی۔

قارئین کرام! دوسری طرف اسلام احمدیت کی عالمی ترقیات وفتوحات اور غلبہ کی واضح ترین پیشگوئیاں ہیں۔ وہ قادر و حکیم مطلق خدا خود جانتا ہے کہ اس کی کونسی تقدیر کس کس رنگ میں ظاہر ہوگی۔ واللہ اعلم بالصّواب

☆...☆...☆

غیر مسلموں سے سلوک از صفحہ نمبر 4

حضور آگ سے جلا دینا اور وہ ہمیشہ کو ایک ڈھیر سا پڑا رہے اور پھر کبھی بنایا نہ جائے۔ اور ان مخصوص کی ہوئی چیزوں میں سے کچھ بھی تیرے ہاتھ میں نہ رہے۔''

(استثناء باب 13 آیات 1 تا 17)

◉ غیر مسلموں سے بدسلوکی کرنے کے اعتراضات کے ضمن میں ایک اعتراض اہل مغرب کی طرف سے کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف میں غیر مسلموں سے محبت کرنے کا کوئی حکم نہیں۔ اصل محبت کا حکم تو مومنوں کو قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ سے محبت کا ہے اور پھر اس کے رسول ﷺ سے۔ مگر اہل مغرب کی طرف سے یہ جو اعتراض کیا جاتا ہے اس کا ایک محکم جواب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے دیا ہے جو اپنی پُرزور صداقت رکھتا ہے۔ جس کو ہم یہاں درج کرتے ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''محبت کی حقیقت بالالتزام اس بات کو چاہتی ہے کہ انسان سچے دل سے اپنے محبوب کے تمام شمائل اور اخلاق اور عبادات پسند کرے اور ان میں فنا ہونے کے لئے بدل و جان ساعی ہوتا اپنے محبوب میں ہو کر وہ زندگی پاوے جو محبوب کو حاصل ہے۔ **سچی محبت کرنے والا اپنے محبوب میں فنا ہو جاتا ہے۔** اپنے محبوب کے گریبان سے ظاہر ہوتا ہے اور ایسی تصویر اس کی اپنے اندر کھینچتا ہے کہ گویا اسے پی جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ اس میں ہو کر اور اس کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اس کے ساتھ ہو کر لوگوں پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ **درحقیقت اس کی محبت میں کھویا گیا ہے۔** محبت ایک عربی لفظ ہے اور اصل معنی اس کے **پُر ہو جانا ہے۔** چنانچہ عرب میں یہ مثل مشہور ہے کہ تَحَبَّبَ الْحِمَارُ یعنی جب عربوں کو یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ گدھے کا پیٹ پانی سے بھر گیا تو کہتے ہیں کہ تَحَبَّبَ الْحِمَارُ۔ اور جب یہ کہنا منظور ہوتا ہے کہ اونٹ نے اتنا پانی پیا کہ وہ پانی سے پُر ہو گیا۔ تو کہتے ہیں شَرِبَتِ الْاِبِلُ حَتّٰی تَحَبَّبَتْ۔ اور حَبّ جو دانہ کو کہتے ہیں۔ وہ بھی اسی سے نکلا ہے۔ جس سے یہ مطلب ہے کہ وہ پہلے دانہ کی تمام کیفیت سے بھر گیا اور اسی بنا پر اِحْبَاب سونے کو بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ جو دوسرے سے بھر جائے گا وہ اپنے وجود کو کھو دے گا گویا سو جائے گا اور اپنے وجود کی کچھ حِس اس کو باقی نہیں رہے گی۔ پھر جبکہ محبت کی یہ حقیقت ہے تو ایسی انجیل جس کی یہ تعلیم ہے کہ شیطان سے بھی محبت کرو اور شیطانی گروہ سے بھی پیار کرو دوسرے لفظوں میں اس کا ماحصل یہی نکلا کہ ان کی بدکاری میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔ **خوب تعلیم ہے!** ایسی تعلیم کیونکر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو سکتی ہے بلکہ وہ تو **انسان کو شیطان بنانا چاہتی ہے۔** خدا انجیل کی اس تعلیم سے ہر ایک کو بچاوے۔''

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 431 تا 432)

(یہ عبارت پادری فتح مسیح کے جواب میں لکھی گئی ہے جس نے اعتراضات کے ساتھ ہمارے نبی ﷺ پر سراسر افترا سے ایسی تہمتیں لگائی ہیں کہ ایک پاک دل انسان کا ان کے سننے سے بدن کانپ جاتا ہے)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:

''اگر یہ سوال ہو کہ جس حالت میں شیطان اور شیطانی رنگ و روپ والوں سے محبت کرنا حرام ہے تو کس قسم کا خُلق ان سے برتنا چاہئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کا پاک کلام **قرآن شریف** یہ ہدایت کرتا ہے کہ ان پر کمال درجہ کی شفقت چاہئے جیسا کہ ایک رحیم دل آدمی جذامیوں اور اندھوں اور لُولوں اور لنگڑوں وغیرہ دکھ والوں پر شفقت کرتا ہے۔ اور شفقت اور محبت میں یہ فرق ہے کہ محب اپنے محبوب کے تمام قول اور فعل کو بنظر استحسان دیکھتا ہے اور رغبت رکھتا ہے کہ ایسے حالات اس میں بھی پیدا ہو جائیں۔ مگر **مشفق** شخص **مشفق علیہ** کے حالات بنظر خوف و عبرت دیکھتا ہے اور اندیشہ کرتا ہے کہ شائد وہ شخص اس تباہ حال میں ہلاک نہ ہو جائے۔ اور **حقیقی مشفق** کی یہ علامت ہے کہ وہ شخص مشفق علیہ سے ہمیشہ نرمی سے پیش نہیں آتا بلکہ اس کی نسبت محل اور موقع کے مناسب حال کارروائی کرتا ہے اور کبھی نرمی اور کبھی درشتی سے پیش آتا ہے...اور بعض اوقات اس کے کسی عضو کو چیرتا ہے اور بعض اوقات مرہم لگاتا ہے۔ اگر تم ایک دن ایک بڑے شفاخانہ میں جہاں صدہا بیمار اور ہر یک قسم کے مریض آتے ہوں بیٹھ کر ایک حاذق تجربہ کار ڈاکٹر کی کارروائیوں کو مشاہدہ کرو تو امید ہے کہ **مشفق** کے معنے تمہاری سمجھ میں آ جائیں گے۔

سو تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ (التوبہ:128) یعنی اے کافرو یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ۔ پھر فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (الشعراء:4) یعنے کیا تو اس غم سے ہلاک ہو جائے گا کہ یہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے۔ مطلب یہ ہے کہ تیری شفقت اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ تو ان کے غم میں ہلاک ہونے کے قریب ہے۔ اور پھر ایک مقام میں فرماتا ہے وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ (البلد:18) یعنی مومن وہی ہیں جو ایک دوسرے کو صبر اور مرحمت کی نصیحت کرتے ہیں۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ شدائد پر صبر کرو اور خدا کے بندوں پر شفقت کرو۔ اس جگہ بھی مرحمت سے مراد شفقت ہے کیونکہ مرحمت کا لفظ زبان عرب میں شفقت کے معنوں پر مستعمل ہے پس **قرآنی تعلیم** کا اصل مطلب یہ ہے کہ محبت جس کی حقیقت محبوب کے رنگ سے رنگین ہو جانا ہے بجز خدا تعالیٰ اور صلحاء کے اور کسی سے جائز نہیں بلکہ سخت حرام ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (البقرہ:166) اور فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ (المائدۃ:52) اور پھر دوسرے مقام میں فرماتا ہے يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ (آل عمران:119) یعنی یہود اور نصاری سے محبت مت کرو۔ اور ہر ایک شخص جو صالح نہیں اس سے محبت مت کرو۔ ان آیتوں کو پڑھ کر **نادان عیسائی دھوکا کھاتے ہیں** کہ مسلمانوں کو حکم ہے کہ عیسائی وغیرہ بے دین فرقوں سے محبت نہ کریں لیکن نہیں سوچتے کہ ہر یک لفظ اپنے محل پر استعمال ہوتا ہے جس چیز کا نام محبت ہے وہ فاسقوں اور کافروں سے اسی صورت میں بجا لانا متصور ہے کہ جب ان کے کفر اور فسق سے کچھ حصہ لے لیوے۔ **نہایت سخت جاہل وہ شخص ہوگا جس نے یہ تعلیم دی کہ اپنے دین کے دشمنوں سے پیار کرو۔** ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ پیار اور محبت اسی کا نام ہے کہ اس شخص کے قول اور فعل اور عادت اور خُلق اور مذہب کو رضا کے رنگ میں دیکھیں۔ اور اس پر خوش ہوں اور اس کا اثر اپنے دل پر ڈال لیں اور ایسا ہونا مومن سے کافر کی نسبت ہرگز ممکن نہیں۔ ہاں مومن کافر پر شفقت کرے گا اور تمام دقائق ہمدردی بجا لائے گا اور اس کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا غمگسار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ بار بار فرماتا ہے کہ بغیر لحاظ مذہب ملّت کے تم لوگوں سے ہمدردی کرو۔ بھوکوں کو کھلاؤ۔ غلاموں کو آزاد کرو۔ قرض داروں کے قرض دو اور زیر باروں کے بار اٹھاؤ اور بنی نوع سے سچی ہمدردی کا حق ادا کرو۔ اور فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ وَ اِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى (النحل:91) یعنی خدا تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ عدل کرو اور عدل سے بڑھ کر یہ کہ احسان کرو۔ جیسے بچہ سے اس کی والدہ یا کوئی اور شخص محض قرابت کے جوش سے کسی کی ہمدردی کرتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ (الممتحنہ:9) یعنی نصاری وغیرہ سے جو خدا نے محبت کرنے سے ممانعت فرمائی تو اس سے یہ نہ سمجھو کہ وہ نیکی اور احسان اور ہمدردی کرنے سے تمہیں منع کرتا ہے۔ نہیں بلکہ جن لوگوں نے تمہارے قتل کرنے کے لئے لڑائیاں نہیں کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نہیں نکالا وہ اگرچہ عیسائی ہوں یا یہودی ہوں بے شک ان پر احسان کرو۔ ان سے ہمدردی کرو۔ انصاف کرو کہ خدا ایسے لوگوں سے پیار کرتا ہے۔ اور پھر فرماتا ہے: اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (الممتحنہ:10) یعنی خدا نے جو تمہیں ہمدردی اور دوستی سے منع کیا ہے تو صرف ان لوگوں کی نسبت جنہوں نے دینی لڑائیاں تم سے کیں اور تمہیں تمہارے وطنوں سے نکالا اور بس نہ کیا جب تک باہم مل کر تمہیں نکال نہ دیا۔ سو ان کی دوستی حرام ہے۔ کیونکہ یہ دین کو مٹانا چاہتے ہیں۔''

(نور القرآن نمبر 2 روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 432 تا 435)

☆...☆...☆

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

وہ جس پہ رات ستارے لئے اترتی ہے

آصف محمود باسط۔لندن

قسط نمبر 14

گزشتہ مضامین میں خاکسار نے ان ملاقاتوں کے حوالہ سے کچھ عرض کرنے کی توفیق پائی ہے جو حضورِانور کی شفقت اور بندہ پروری کے طفیل میسر آتی ہیں۔ جن ملاقاتوں میں انتظامی امور سے متعلق رہنمائی کی درخواست کی جاتی ہے، وہ ملاقاتیں اصطلاح میں ''دفتری ملاقات'' کہلاتی ہے۔

پہلے بھی ذکر گزرا کہ ان ملاقاتوں کا رنگ اور ہوتا ہے۔ ان میں آدمی حاضر ہوتا ہے اور وہ معاملات پیش کرنا شروع کردیتا ہے جن پر اسے رہنمائی درکار ہوتی ہے۔ حضور ان پر رہنمائی ارشاد فرماتے ہیں۔ کوئی بات منظور، کوئی نامنظور اور کسی بات پر مزید غور کرنے یا کسی دوسرے متعلقہ شعبہ سے مزید مشورہ کر کے واپس حاضر ہونے کی تلقین۔ ان ملاقاتوں میں جو بات بہت مرتبہ مشاہدہ سے گزرتی ہے، وہ حضور انور کا اسلامی تعلیم کے مطابق درمیانی راہوں کا چناؤ ہے۔ نہ افراط ہے، نہ تفریط۔ ایک کمال درجہ کا، نہایت پُروقار تحمل ہے جس کے ذریعہ حضور ہمیں بھی ان راہوں پر واپس لاتے ہیں اور انتہاؤں کے قریب جانے سے دور رکھتے ہیں۔

... ...

ایک مرتبہ ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ ماہِ رمضان کے بابرکت ایام تھے۔ میں صحت کی ناسازی کے باعث اُس روز روزہ نہ رکھ سکا تھا۔ جو معاملات پیش کرنے تھے کر چکا۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر ارشاد ہوا ''روزہ نہیں رکھا آج؟''

عرض کی کہ جی حضور، آج طبیعت خراب تھی۔ روزہ نہیں رکھ سکا۔ یہ نہ پوچھ سکا کہ حضور کو کیسے معلوم ہوا؟

حضور نے بیماری کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ روزے کافی لمبے تھے اور پانی کی کمی کے باعث گردے میں انفیکشن ہو گیا تھا۔ حضور نے بڑی تفصیل سے دریافت فرمایا اور پانی زیادہ پینے کی تلقین فرمائی اور ہومیو دوائی کے مشورہ سے بھی نوازا۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ جب تکلیف ٹھیک ہو جائے تو افطاری اور سحری کے وقت زیادہ پانی پیا کرو تا کہ روزہ ضائع نہ ہو۔

دو سال بعد جب رمضان المبارک آیا، تو اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ پیش آیا۔ ملاقات کے اختتام پر دریافت فرمایا کہ روزے کیسے جا رہے ہیں؟ عرض کی کہ حضور ان دنوں ایک دوائی کا استعمال کرنا پڑ رہا ہے جس کی ایک خوراک صبح اور ایک شام کو لینی ہوتی ہے، یوں روزہ نہیں رکھ پا رہا۔ حضور نے سن کر تکلیف کی نوعیت دریافت فرمائی۔ بڑی محبت سے سنی اور فرمایا کہ ڈاکٹر سے پوچھ لو کہ سحری اور افطاری کا جو درمیانی وقفہ ہے، وہ اتنا ہے کہ اگر ایک خوراک سحری میں لے لی جائے اور ایک افطاری میں تو کوئی ہرج نہ ہو۔ اگر اس طرح روزہ رکھا جا سکتا ہو تو رکھ لیا کرو۔ پوری کوشش یہی ہونی چاہیے کہ روزہ ضائع نہ ہو۔

تصویر کا دوسرا ایمان افروز رُخ بھی ملاحظہ ہو۔ ماہِ رمضان ہی کے دوران ایک ملاقات تھی۔ معاملات میں سے ایک معاملہ ایسا تھا جس کے نتیجہ میں سفر درپیش ہو سکتا تھا۔ عرض کی کہ یہ کام کرنا ہے مگر رمضان کے بعد۔ فرمایا کہ رمضان کے بعد کیوں؟ عرض کی کہ سفر ہوگا اور روزہ چھوڑنا پڑے گا۔ فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے جو رعایت دی ہے، وہ ایسے مواقع کے لئے ہی تو ہے۔ ضروری کام جب کرنا ہے تو کرنا ہے۔ بعد میں روزہ رکھ کے پورے کر لینا!''

یہ تینوں واقعات تین الگ الگ سالوں کے ہیں۔ مجھے آج تک معلوم نہیں کہ اسی ایک دن جب میں روزہ نہ رکھ سکا، حضور نے کس طرح استفسار فرما لیا۔ کوئی اتفاق کہنا چاہے تو اس کی مرضی، میں اسے اتفاق نہیں مان سکتا۔ اس میں ایک بہت بڑا سبق تھا، جو آنحضور ﷺ کی سیرت، حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت اور خود حضور انور کی سیرت پر مبنی تھا۔ روزہ تب تک نہ چھوڑا جائے جب تک پوری تسلی نہ ہو جائے کہ حالات ایسے ہیں کہ رعایت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہ جہاں یہ ثابت ہو جائے کہ رعایت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، وہاں اس رعایت سے ضرور فائدہ اٹھایا جائے جو خدا تعالیٰ نے ہمیں دے رکھی ہے۔ لوگ یہ شعر پڑھتے اور سر دھنتے ہیں کہ

مانا کہ دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

مگر اصل سر دھننے کے لائق تعلیم تو ہمیں حضور کے یہاں ملتی ہے جو ہمیں توجہ دلاتے ہیں کہ نہ عقل دل کو چھوڑے، نہ دل عقل کو۔ فقہ میں جو قیاس کی گنجائش اور اپنے دل سے پوچھ لینے کا حکم ہے، وہاں دل اور دماغ دونوں سے فیصلہ کرنا مستحسن اور عملِ صالح ہے۔

... ...

اسی تعلیم کو اجاگر کرنے والا ایک اور واقعہ یاد آ گیا۔ یہ بھی ایک واقعہ نہیں بلکہ کئی واقعات سے مل کر ایک سبق بنتا ہے۔ کچھ روز قبل ایک تحریر حضور انور کی خدمت میں بغرضِ ملاحظہ و منظوری ارسال کی۔ جب اسے ترتیب دیا گیا تو وہ 29 صفحات پر محیط تھی۔ خدمتِ اقدس میں ارسال کرنے سے قبل نظرِ ثانی کی مگر یہ خیال نہ رہا کہ کچھ حصہ نکال دینے کے باعث متن کچھ سمٹ گیا ہوگا۔ دوبارہ شروع سے آخر تک دیکھا اور ڈاک میں پیش کر دیا۔

چند گھنٹوں بعد (یہاں یاد رہے کہ یہ مسودہ ڈاک کے ساتھ گیا جس میں اسی قسم کے کئی خطوط اور مسودات ہوں گے)۔ جب مسودہ واپس آیا تو اس کی پیشانی پر تحریر تھا ''ٹھیک ہے۔ صفحہ نمبر 29 بالکل خالی ہے۔ کاغذ کی بچت بھی ہونی چاہیے''۔ میں نے فوراً صفحہ 29 دیکھا تو معلوم ہوا کہ چونکہ اس پر چند سطور ہی تھیں اس لئے نظرِ ثانی کے بعد سمٹ کر صفحہ 28 پر چلی گئی تھیں۔ بہت شرمندگی ہوئی کہ لاپرواہی کے نتیجہ میں آخری صفحہ خالی چلا گیا اور ضائع بھی ہو گیا۔ مگر وہ خالی صفحہ بھی اس ارشادِ مبارک کے طفیل ریکارڈ کا حصہ بن گیا ہے، جو ہمیشہ مجھے اور میرے رفقاء کار کو یاد دہانی کرواتا رہے گا کہ ''کاغذ کی بچت بھی ہونی چاہیے''۔ اور یہ بھی کہ جب خلیفۂ وقت کے پاس کچھ بھی بھیجا جائے، اچھی طرح دیکھ بھال کر بھیجا جائے۔ اگر اس ہستی کے سامنے احتیاط نہ ہوگی، تو پھر کہاں کی احتیاطیں اور کس کام کی؟

مگر ساتھ ہی ذہن ایک ایسی ملاقات کی طرف بھی گیا جو کچھ سال پہلے کی تھی۔ ایک تجویز حضور انور کی خدمت میں پیش کی گئی۔ تحریر کا سائز (فونٹ سائز) چھوٹا رکھا تا کہ ایک صفحہ پر پورا خاکہ آ جائے۔ حضور کو پڑھنے میں دقّت ہوئی۔ عینک لگانا پڑی۔ ساتھ بڑی محبت سے فرمایا ''لگتا ہے کاغذ کی بچت کی ہے''۔ تو وہاں میری غلطی یہ تھی کہ زور لگا کر سب کچھ ایک ہی صفحہ پر سمونے کی کوشش کی ہوئی تھی۔

پھر کسی اور موقعہ کی ایک ملاقات یاد آئی جس میں حضور انور نے فرمایا تھا کہ ''میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ یا حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط لکھتا تھا تو بہت سوچ کر لکھتا تھا کہ عبارت ایک صفحہ پر پوری آ جائے اور خلیفۃ المسیح کا وقت ضائع نہ ہو''۔ یہ بات حضور نے ابھی حال ہی میں جامعہ احمدیہ کینیڈا کی ایک ملاقات میں بھی بیان فرمائی۔

اب کئی سال پر پھیلے اور جدا جدا مواقع پر ہونے والے ان نصائح نے مل کر جو تصویر بنائی وہ اس بات کی غماز ہے کہ حضور متوسط راہوں کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہی تعلیم جو اسلام کو دیگر مذاہب سے ممتاز اور ممیز کرتی ہے۔ یعنی ہر کام اپنے محل پر اور درست طور پر ہو تو تبھی صالحیت کا درجہ پاتا ہے۔

انہی راہوں کی طرف لے جانے والے کچھ اور واقعات پیش کرتا ہوں۔ یہ موتی بھی ایک ہی مقام سے ملے مگر مختلف مواقع پر۔ جی چاہتا ہے کہ قارئین کرام کو یکجا کر کے پیش کروں۔

... ...

جماعتی اموال اور جماعتی وقت کا احساس حضرت خلیفۃ المسیح سے زیادہ کس کو ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی کہے کہ کوئی اور جماعت کا زیادہ درد رکھتا ہے، تو وہ جھوٹ سے زیادہ کچھ نہیں ہوگا۔ بہت سے مواقع پر حضور کی طرف سے جماعتی اموال کو احتیاط سے خرچ کرنے کی تلقین ہوتی ہے۔ خود حضور کا ہر فعل اس قول کا ہم رنگ ہے۔ مگر متوسط راہوں کی طرف رہنمائی بھی حضور ہی کی چوکھٹ سے ملتی ہے۔

ایک مرتبہ کچھ تاریخی دستاویزات ایک آرکائیو میں دریافت ہوئے۔ ان کے حصول اور ایک پروگرام میں جلد دکھانے کا معاملہ تھا۔ عرض کی کہ وہ فی صفحہ 10 پاؤنڈ مانگتے ہیں، مگر خاکسار کوشش کر رہا ہے کہ انہیں کچھ کم پر قائل کرے۔ چونکہ ایم ٹی اے کمرشل ادارہ نہیں ہے اور ان دستاویزات سے کوئی مالی منفعت بھی مقصود نہیں، لہذا ممکن ہے مان جائیں۔ فرمایا ''اس سے کم کیا کروانا ہے؟ یہ ضروری مواد ہے، اسے فوراً حاصل کرو اور دکھاؤ۔ اگر ضرورت کا وقت نکل گیا تو پیسے بچانے کا کیا فائدہ؟''

... ...

شعبہ جات اپنے بجٹ میں 'ضیافت' کی مد بھی شامل کرتے ہیں۔ اس بارہ میں حضور کے ارشادات جو سبھی دفاتر کو موصول ہوتے رہے ہیں، سے اندازہ ہوتا رہا کہ اگر کسی مقامی احمدی دوست ہی کی مہمان نوازی ہو تو جہاں لنگر خانہ کی سہولت موجود ہے، اس سے استفادہ کیا جائے۔ مگر مختلف مواقع پر یہ ہدایت بھی ملی کہ باہر کے مہمان کے لئے اس کے مزاج اور ذوق کے مطابق ضیافت کا سامان کیا جائے، مگر وہ بھی مناسب حد میں رہتے ہوئے۔

جب بھی کوئی باہر کا مہمان آیا، حضور نے خاکسار سے یا تو پہلے دریافت فرمایا کہ ''کہاں لے کر جاؤ گے؟'' یا یہ کہ ''کیا کھلاؤ گے؟''۔ اسی طرح باہر سے آنے والے ایک معزز مہمان دور کا سفر کر کے آئے تھے۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت ملاقات کے لئے وقت بھی عنایت فرما رکھا تھا۔ جب انہیں لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو حضور نے ان سے بڑی تفصیل سے دریافت فرمایا کہ ان کی رہائش کا انتظام کیسا ہے، کہاں ٹھہرے ہیں اور یہ کہ کوئی دقّت تو نہیں۔ جب وہ صاحب واپس چلے گئے تو اگلی ملاقات میں دریافت فرمایا کہ ''یہاں سے کہاں لے کر گئے تھے؟''

پھر دریافت فرمایا ''کھانے میں کیا کھلایا تھا؟''۔ عرض کی کہ ان سے پوچھا تھا، انہوں نے بتایا کہ انہیں عرب پکوان پسند ہے، لہذا ایک عربی ریستوران میں لے گیا تھا۔ ''وہاں کیا کھایا تھا؟'' عرض کر دی۔ پھر فرمایا کہ ''اچھی طرح خیال رکھا کرو۔ ان سے پوچھ کر کہ کیا پسند ہے پھر ان کی پسند کی جگہ پر لے جایا کرو''۔

تو مہمان نوازی اور ضیافت کے تقاضے کیسے وقت اور حالات کے ساتھ بدلتے ہیں، اس کا بہت لطیف سبق عطا فرمایا۔

... ...

مہمان نوازی کے حوالہ سے ایک اور واقعہ بھی یاد آیا۔ جماعت احمدیہ برطانیہ کی جلسہ گاہ، لندن سے باہر کوئی پون گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ جو سڑک موٹروے سے اتر کر جلسہ گاہ تک جاتی ہے، جلسہ کے ایام میں ہجومِ خلق سے بے حد مصروف ہو جاتی ہے۔ اکثر لوگ گاڑیوں میں جا رہے ہوتے ہیں، سڑک بھی چھوٹی ہے، یوں اس رش میں دیر سویر ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ جلسہ کے ایام میں ایم ٹی اے کی لائیو نشریات صبح سے شروع ہونی ہوتی ہیں اور اس کی تیاری اس سے بھی بہت پہلے۔ یوں یہ مناسب نہ لگتا تھا کہ روزانہ لندن سے وہاں جانے اور ٹریفک میں پھنس جانے کا خطرہ مول لیا جائے۔ اس کے سبب کئی سال سے حضور انور کی اجازت سے خاکسار جلسہ گاہ کے بالکل قریب ایک ہوٹل میں بکنگ کروا لیا کرتا تھا۔ رات گئے وہاں چلا جاتا اور پھر علی الصبح ٹریفک میں پھنسے بغیر جلسہ گاہ پہنچ جایا کرتا۔

2015ء کے جلسہ سالانہ یوکے پر خاکسار نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ صرف مقامی پریزینٹرز کی بجائے بیرونِ ملک سے بھی اچھی صلاحیت رکھنے والے پریزینٹر بلوا لئے جائیں۔ یوں ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا 'انٹرنیشنل' رنگ بھی محسوس ہوگا۔ حضور نے ازراہِ شفقت اجازت مرحمت فرمائی۔ خاکسار نے اس منظوری سے ہمت پا کر جسارت کی ایم ٹی اے العربیہ کے لئے بھی گزارش کر دی کہ اس کے لئے بھی مختلف عرب ممالک سے پریزینٹر بلوا لئے جائیں تا کہ عرب دنیا کے مختلف لہجے بولنے والوں کی بھی نمائندگی ہو جائے۔ اس کی اجازت بھی حضور انور نے مرحمت فرمائی۔

میرا تجربہ ہے کہ جب حضور انور کی طرف سے تجاویز پر اجازت ملتی ہے تو انسان بہت خوش تو ہوتا ہی ہے، اور ہونا بھی چاہیے، مگر اس کے ساتھ ذمہ داری کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ سب سے پہلے انسان کے اپنے ظرف کا امتحان ہوتا ہے۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ ایم ٹی اے پر باہر سے پریزینٹر بلا لینے کی اجازت کے ساتھ جو خوشی حاصل ہوئی تھی، اس میں درپردہ میرے ظرف کا امتحان بھی تھا۔

اس سال بھی خاکسار ہوٹل میں قیام کی اجازت لے چکا تھا اور حضور انور نے اجازت مرحمت بھی فرما دی تھی۔ پریزینٹرز والا معاملہ اس اجازت کے کئی ہفتوں بعد پیش ہو رہا تھا۔ جب ان پریزینٹرز کے آنے کی تصدیق ہو گئی اور ویزا وغیرہ کے حصول کے مراحل طے ہو گئے، تو جلسہ

بہت نزدیک آچکا تھا۔ ملاقات کی صورت نہ تھی اور یہ کوئی ایسی ہنگامی بات بھی نہ تھی، اس لئے بذریعہ خط عرض کی کہ ’’چونکہ ان پریزینٹرز کو صبح بہت جلدی سٹوڈیو پہنچنا ہوگا اور رات گئے تک وہیں کام کرنا ہوگا، لہذا اگر اجازت ہو تو انہیں حدیقۃ المہدی ہی میں ایک اچھے کیبن کا انتظام کردیا جائے‘‘۔

حضور انور کا جواب موصول ہوا ’’ٹھیک ہے۔ کرلیں۔ آپ نے اپنے لئے ہوٹل کیوں لیا ہے؟‘‘

خاکسار اب بھی نہ سمجھ پایا۔ ایک اور خط لکھا اور عرض کی کہ یہ وجہ ہے اور یہ کہ حضور انور نے اجازت مرحمت فرمائی تھی، لہذا بکنگ کروالی تھی۔ جواب میں ارشاد آیا ’’یا انہیں بھی ہوٹل میں ٹھہرائیں، یا آپ بھی ان مہمانوں کے ساتھ کیبن میں رہیں‘‘۔

مجھے نہایت درجہ ندامت ہوئی۔ ان مہمانوں کی اجازت میں نے لی تھی۔ یہ ایم ٹی اے کے مہمان تھے۔ انہیں خاکسار کے شعبہ میں کام کرنا تھا، سو یہ سب سے پہلے میرے شعبہ کے مہمان تھے۔ مجھے خود خیال ہی نہ آیا کہ انہیں چھوڑ کر میں کہیں اور قیام کروں گا تو یہ بات کس قدر معیوب معلوم ہوگی۔ شاید ان میں سے کوئی اظہار نہ ہی کرے، مگر کسی کی دلآزاری بھی ہوسکتی تھی۔ نادانی میں اس بات کا بالکل خیال نہ رہا کہ میرے مہمانوں کے کچھ حقوق ہیں، اور مجھے ان سے غافل نہیں ہونا چاہیے تھا۔ یہ ارشاد موصول ہوتے ساتھ حضور انور کی خدمت میں عریضہ تحریر کیا جس میں معذرت چاہی اور عرض کی کہ حضور کے ارشاد پر نہایت خوش دلی سے عمل ہوگا۔ ہوٹل کا کمرہ تبشیر کے حوالہ کیا اور جلسہ کے ایام میں خود بھی اپنے ان مہمان رفقاء کار کی طرح کیبن میں قیام کیا۔

جو گہرا سبق اس پورے واقعہ سے ملا اور حضور انور کے ارشاد کے جو بابرکت نتائج ظاہر ہوئے، ان کے باعث مجھے یہ واقعہ تحریر کرنے میں ذرہ برابر بھی تأمّل نہیں۔ ہوٹل میں قیام صرف اسی سہولت کے پیش نظر تھا جو اوپر بیان ہوئی۔ ورنہ چند گھنٹے جو جلسہ کے کارکنان کو جلسہ کے ایام میں نیند کے لئے میسر آتے ہیں، ان میں نیند تو کسی بھی حالت میں آجاتی ہے۔ سو جب تک ہوٹل کی اجازت ملتی رہی، بروقت پہنچ جانے کی سہولت میسر آجاتی رہی۔ مگر اس سال ایم ٹی اے اور ایم ٹی اے العربیہ کے نئے پریزینٹر تھے۔ انہیں بروقت صبح جمع کرنے، ان کے دن بھر کے معمول پر نظر ثانی کرنے اور معاملات کو حتمی شکل دینے کے جو تقاضے تھے، وہ ہوٹل میں قیام کرکے کبھی پورے نہ ہو پاتے۔ نیند تو، جیسا کہ عرض کی، جتنی ان ایام میں آسکتی ہے، وہ کہیں بھی آجاتی، سو کیبن میں بھی آگئی اور بہت اچھی آئی۔ جلسہ کے ایام میں تو اس قدر نیند ہی کافی ہوتی ہے جو جسم اور ذہن کو اگلے روز کام کے لئے تھوڑی سی چارجنگ مہیا کردے۔ مگر جو سہولت کام میں اس ارشاد کی تعمیل سے ہوئی، مجھے اقرار کرنا ہے کہ پہلے نہ ہوئی تھی۔ کہیں جانے کا خیال، نہ کہیں واپس پہنچنے کی فکر۔ سفر میں وقت کا ضیاع، نہ پارکنگ کی جگہ تلاش کرنے کی کوفت۔ رات کے وقت بھی کوئی پریزینٹر اگلے روز سے متعلق کوئی بات پوچھنے آجاتا، جو بصورتِ دیگر ممکن نہ تھا۔ اور پھر سب سے بڑھ کر یہ سبق کہ ہماری نظر معاملہ کی اس تہہ تک پہنچ ہی نہیں سکتی جہاں تک خلیفۃ المسیح کی پہنچتی ہے۔ اس لئے نہ تو بغیر حضور سے رہنمائی لئے کسی کام کا تصور بھی کرنا چاہیے، اور پھر اس پر جو رہنمائی حاصل ہو، اس میں اپنی مرضی کو فی الفور خلیفۃ المسیح کی مرضی کے تابع کردینا چاہیے۔ جماعت خلیفۃ المسیح کی ہے، جماعت کا ہر کام خلیفۃ المسیح کا، ہم خلیفۃ المسیح کے ہیں، تو ہماری مرضی خلیفۂ وقت کے منشاء مبارک سے جدا کیسے ہو؟

... ...

جب خاکسار کی وقفِ زندگی کی درخواست ازراہِ بندہ پروری قبول ہوئی تو پہلے پہل مَیں ایم ٹی اے جنرل آفس میں تعینات ہوا۔ یہ دفتر محمود ہال میں واقع تھا۔ جب ذمہ داری کی نوعیت ایسی ہوگئی کہ مجھے بیت الفتوح منتقل ہونا پڑا تو آغاز میں جو دفتر ملا وہ یوں تھا کہ ایک ہال نما کمرہ میں چار دیواریں کھڑی کرکے اسے ایک الگ کمرہ بنادیا گیا تھا۔ کوئی کھڑکی وغیرہ نہ تھی۔ ان چار دیواروں کے اندر میرا میز، میں اور میری کتابیں خود کو سموئے ہوئے تھے۔ مگر انگلستان میں جگہ کی کمی کا گلہ ہرگز مناسب نہیں۔ اگر ہم حضور کی رہائش اور دفتر کی سادگی اور جگہ کی قلت کو دیکھیں تو شرمندگی ہوتی ہے۔ ایسے میں کون جگہ کی تنگی کا گلہ کرے۔ مگر جب حضور کے ارشاد سے یہ دفتر بن گیا تو اس کے بعد ایک ملاقات میں حضور نے دریافت فرمایا کہ ’’تمہارا دفتر بن گیا؟ کوئی مسئلہ تو نہیں ہے؟‘‘۔ عرض کی جی نہیں حضور، بالکل ٹھیک ہے۔ بلکہ بہت بہت شکریہ!

اگلی ملاقات میں پھر یہی دریافت فرمایا، اور میرا جواب بھی وہی رہا۔ پھر جب تیسری مرتبہ دریافت فرمایا تو میں نے خیال کیا کہ اب تو عرض کر ہی دینا چاہیے۔ سو عرض کردی کہ حضور، سب ٹھیک ہے، بس تازہ ہوا اور روشنی کے لئے کوئی کھڑکی نہیں ہے، باقی تو سب اچھا ہے۔

ایسے جیسے اس بات کا انتظار ہی تھا، تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ’’کوئی بات نہیں! تازہ ہوا اور روشنی باہر جاکر لے لیا کرو‘‘۔

مجھے اپنے کئے پر بہت ندامت ہوئی۔ میں نے کیوں خیال کرلیا کہ شکایت کے رنگ میں کوئی بھی بات عرض کروں۔ ہمیں تو ہر حال میں راضی رہنا آنا چاہیے۔ کئی دن اس تأسّف میں گزارے کہ حضور کو میری بات سے رنج ہوا ہوگا۔

مگر کچھ ہی روز بعد بیت الفتوح کی انتظامیہ نے بتایا کہ انہیں حکم ہوا ہے کہ کھڑکی نصب کردی جائے۔ چونکہ دیواروں میں تو یہ کھڑکی لگ نہیں سکتی، لہذا اسے چھت میں نصب کرنا پڑے گا۔ حضور کے لئے دل سے بہت دعا نکلی۔ حضور نے مجھے سمجھا بھی دیا اور سہولت بھی مہیا فرمادی۔

اب اس کھڑکی کے لگنے کے بعد جب پہلی بارش ہوئی، تو کھڑکی سے پانی ٹپکنے لگا۔ سارا سامان سمیٹ کر ایسی جگہ رکھنا پڑا جہاں پانی سے محفوظ رہیں۔ انتظامیہ کو بتادیا اور انہوں نے بظاہر کچھ کوشش بھی کی۔ اگلی بارش پر پھر یہی منظر دہرایا گیا۔ اب پھر انتظامیہ نے کچھ مرمت کرنے کی کوشش کی۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ یہاں انگلستان میں بارش کا کوئی موسم اور وقت معین تو ہے نہیں۔ اسی لئے یہاں ساون کے جُھولوں اور گیتوں اور برسات کے پکوان بنانے کا بھی کوئی رواج نہیں۔ بلکہ الٹا بارش کو برا بھلا کہنے کا رواج عام ہے۔ تو جب بھی بارش ہوتی، یہی نقشہ بن جاتا۔ میں اس کھڑکی کے مسئلہ کو حضور انور کی خدمت میں عرض کرنا نہ چاہتا تھا کہ کہیں شکایت کا رنگ نہ لگے۔ مگر ایک وقت آیا کہ یہ ناگزیر ہوگیا۔

ہمیں معلوم بھی نہ ہوا مگر بار بار چھت ٹپکنے سے دیواریں نہایت کمزور ہوگئیں اور ایک روز ہمارا ایک شیلف ٹوٹ کر نیچے آگرا۔ اب یہ خدشہ لاحق ہوگیا کہ مسئلہ صرف چھت ٹپکنے کا نہیں بلکہ کتب اور ریکارڈ کے غیر محفوظ ہوجانے کا بھی ہے۔ ڈرتے ڈرتے عرض کردی۔ حضور نے بہت سخت نوٹِس لیا۔ پہلے تو دریافت فرمایا کہ یہ مسئلہ کب سے ہے؟ عرض کی کہ کچھ ماہ سے۔ پھر فرمایا ’’پہلے کیوں نہیں بتایا۔ جب انتظامیہ کو توجہ دلائی تھی تو لکھ کر بھیجنا تھا، مجھے بھی نقل بھیجتے۔ اب ان کو جاکر لکھو کہ میں نے کہا ہے کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر یہ مسئلہ حل ہونا چاہیے، ورنہ کوئی اور جگہ تمہیں دیں‘‘

میں نے ارشاد پہنچادیا۔ اس روز شام سے پہلے پہلے ہر رنگ ونسل اور قوم وملت سے تعلق رکھنے والا ماہرِ تعمیرات میرے کمرے میں موجود کھڑکی کی مرمت کرنے میں مصروف تھا۔ اسی دن کام شروع ہوگیا اور ایک ہفتہ کے اندر اندر کھڑکی کے مسئلہ کی اصل جڑ تلاش کرکے اس کی مرمت کردی گئی۔

تازہ ہوا اور روشنی ایک ذاتی ضرورت تھی، بلکہ ضرورت سے زیادہ خواہش تھی۔ اس کے اظہار پر محسوس ہوا کہ یہ بیان نہیں کرنا چاہیے تھی۔ مگر جہاں جماعتی ضرورت کی بات آئی، وہاں حضور نے یہ سکھادیا کہ وہاں اپنی ذات کو ایک طرف رکھ کر ایسی ضرورت کو فوری توجہ دینی چاہیے۔

... ...(باقی آئندہ)

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ از صفحہ نمبر 20

دنیاداری مقدم ہوگئی اور اُن کا مضبوط ایمان تدریجاً کمزور ہوتا گیا۔ آزادی اور خوشحالی کے نام پر انہوں نے اپنے ایمان کو کمزور ہونے دیا۔ دنیاوی کشش اور دنیا کی چیزوں کو اپنے دین پر مقدّم ہونے دیا۔ چنانچہ اس کے بعد اُن کا ایمان صرف نام کا ہی باقی رہ گیا۔ یہ بات سچ ہے کہ عیسائیت مسلسل پھیلتی اور ترقی کرتی رہی ہے۔ لیکن اس کے بعد جو انہوں نے حاصل کیا وہ روحانیت میں ترقی نہیں تھی بلکہ دنیاوی ترقی اور کامیابی تھی۔ اسی وجہ سے حال ہی میں سابق آرچ بشپ آف کینٹربری (Archbishop of Canterbury) نے کہا ہے کہ عیسائیت کا زوال اور اس میں عدم دلچسپی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ اُسے فکر ہے کہ اب عیسائیت اپنی معدومیت سے محض ایک نسل ہی دُور رہ گئی ہے۔ اپنی اس فکر کا اظہار کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باقی مذاہب عیسائیت پر سبقت لے جائیں گے اور خاص طور پر انہوں نے اپنی فکر کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اسلام ایک فائق مذہب بن کر اُبھرے گا۔

ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے اور اس بات کو پہچاننا چاہئے کہ دوسرے مذاہب اور اقوام کا زوال اور اُن کے حالات ہمارے لئے ایک تنبیہ اور سبق ہیں۔ عیسائیت کا زوال بلاشبہ ہونا ہی تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام ہی وہ واحد حقیقی مذہب رہ گیا ہے جو پھیلا اور جس کی فتح مقدّر ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ یہاں اور دوسری جگہوں پر بھی غیر مسلمان کھلم کھلا اپنے خوف کا اظہار کررہے ہیں کہ اسلام فائق ہوجائے گا مَیں اپنے احمدی نَوجوانوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں بلکہ تمام احمدیوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں لازمًا ان اقوام کی حقیقی اسلام کی طرف رہنمائی کرنی ہے۔ یہ آپ کا اوّلین ہدف اور پختہ عزم ہونا چاہئے اور اس کا حصول صرف دعاؤں اور مخلصانہ کوششوں سے ہوگا۔ دنیا کو اس بات سے آگاہ کرنا آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم ہی تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل اور وقت کی قید سے آزاد تعلیم ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا عیسائیت کا زوال یقینی ہے اور اسلام کے علاوہ تمام مذاہب آہستہ آہستہ اپنا اثر کھو دیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل مبعوث ہونے والے تمام انبیاء نے پیشگوئی کی تھی کہ ان کا لایا ہوا مذہب تدریجاً زوال پذیر ہوگا اور بالآخر معدوم ہوجائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کا فائق ہونا اور اُس کا ہمیشہ قائم رہنا مقدّر کیا ہے۔ انشاء اللہ۔

مومنین سے کئے گئے کئی وعدوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُسی نے قرآن کریم کو نازل کیا ہے اور وہی اُس کی حفاظت کرے گا۔ چنانچہ اب ہم تقریبًا 1400 سال گزرنے کے بعد دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کا ایک نقطہ یا کوما (comma) بھی تبدیل ہونے نہیں دیا اور نہ ہی قرآن کریم کی اصل نص میں کوئی تبدیلی واقع ہونے دی۔ قرآن کریم کی نص ہر لحاظ سے اپنی اصل حالت میں ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ کتابی شکل میں نصِ قرآن کریم کے علاوہ لاکھوں ایسے لوگ ہیں جنہوں نے پورے قرآن کریم کو حفظ کیا ہے اور عَین اُس طرح حفظ کیا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا۔

حال ہی میں ایک قدیم نسخہ ملا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نسخہ آٹھویں صدی کا ہے۔ یقینا مؤرخین اِس دریافت سے اسلام کو بدنام کرنے کی کوشش کرنا چاہتے تھے۔ اُن کا یہ دعویٰ تھا کہ قرآن کریم جو اپنی موجودہ حالت میں محفوظ ہے اس کی حفاظت کا آغاز دراصل اُس آٹھویں صدی کے قرآن کریم کے نسخہ سے ہوتا ہے اور مؤرخین نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ قرآن کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے۔ لیکن مزید تحقیق اور تجزیہ کے بعد یہ بات ثابت ہوئی کہ جو قرآن کریم کا نسخہ ملا ہے وہ چھٹی صدی کا تھا نہ کہ آٹھویں صدی کا۔ عیسائی مؤرخین یہ ثابت کرنے کی کوشش کررہے تھے کہ نعوذ باللہ قرآن کریم کی موجودہ شکل اُس کی اصل شکل سے مختلف ہے لیکن بعد میں اُن کی اپنی تحقیق نے اس بات کو کلیۃً برعکس ثابت کیا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ کا وعدہ کہ وہ خود قرآن کریم کی حفاظت کرے گا اور اُسے ہرگز تبدیل یا تحریف نہیں ہونے دے گا کس شان سے سچا ثابت ہوا۔

ایک اَور وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے وہ آخرین کے زمانہ سے متعلق ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے شخص کو مبعوث کرنے کا وعدہ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غلامِ صادق ہوگا۔ وہ شخص اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے مبعوث ہوگا اور اسلام کی حقیقی اور اصل تعلیمات کا آخری زمانہ میں دوبارہ احیاء کرے گا۔ ہم احمدی مسلمان خوش نصیب ہیں کہ ہم نے یا ہمارے آباو اجداد نے اُس شخص کی صداقت میں وہ نشانات دیکھے جسے خدا تعالیٰ نے مسیح موعودؑ اور امام مہدیؑ کے طور پر مبعوث کیا ہے۔ اور اس طرح ہم اس پر ایمان لانے کے قابل ٹھہرے۔ یوں ہم اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت کی خدمت کی توفیق پارہے ہیں اور اُن برکات اور عنایات کو پارہے ہیں جن کی پیشگوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آخرین کے دَور سے متعلق کی تھی۔ اور اس پیشگوئی کی حقیقی تشریح اور اس کا حقیقی مفہوم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سمجھایا ہے جس کے مطابق ہم اُس شخص پر ایمان لائے جسے اللہ تعالیٰ نے آخرین کے دَور میں مبعوث کیا ہے۔

ایک اَور وعدہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ نظامِ خلافت کے قیام سے متعلق ہے۔ اور یہ خلافت ہی ہے جس نے حقیقی مومنین کی قائم کردہ جماعت کی قیادت اور رہنمائی کرنی ہے۔لیکن اُس حقیقی خلافت کے قیام سے متعلق جو وعدہ کیا گیا ہے وہ ایک مشروط وعدہ ہے اور بعض شرائط کا پورا ہونا لازمی ہے تا کہ یہ برکات اور عنایات مومنین کے شامل حال رہیں۔ایک بنیادی شرط یہ ہے کہ خلافت کا انعام اُن لوگوں کو دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور کسی کو اُس کا شریک نہیں ٹھہراتے۔ باقاعدگی سے عبادت کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنا بھی اُن کے لئے لازمی ہے۔اُن کے لئے زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازمی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اطاعت بھی لازم ہے۔ پس ان شرائط کے مطابق مومنین کا خدائے واحد کی عبادت کرنا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت لازمی ہے۔انہیں لازمًا نماز کے لئے وقف رہنا اور دین کے لئے مالی قربانی کے لئے بھی لازمًا تیار رہنا ضروری ہے۔اگر ایسا ہوگا تب ہی وہ خلافت کے انعام کے مستحق ٹھہریں گے۔ اس لحاظ سے ہم کتنے خوش قسمت ہیں کہ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس عظیم الشان انعام سے نوازا ہے۔

یہ سب باتیں ایک احمدی کو اس بات پر متوجہ کرنی چاہئیں کہ وہ اپنا جائزہ لے اور اپنا محاسبہ کرے کہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کی پیروی کر رہا ہے یا نہیں۔

یہ ہمارے نَوجوانوں اور ہماری آئندہ نسلوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ دنیاوی خواہشات کو ایک طرف رکھ کر اور دنیاوی اثرات سے دُور ہو کر دین کے خادم بن جائیں تا کہ ہمارے مستقبل میں آنے والی نسلیں بھی اللہ تعالیٰ کے انعام کی مستحق ٹھہریں۔جیسا کہ مَیں نے کہا کہ آج کے عیسائی اپنے دین سے بہت دُور جا رہے ہیں اور وہ اِس حد تک دُور جا چکے ہیں کہ کلیسا کے رہنما اس بات سے انتہائی فکرمند اور پریشان ہیں۔ وہ کھلے طور پر اس بات پر غور کر رہے ہیں کہ صرف چند عیسائی باقی رہ جائیں گے۔وہ یہاں تک فکرمندی کا اظہار کر رہے ہیں کہ کہیں کلیسا بالآخر بالکل ختم نہ ہو جائے۔اس خیال اور فکرمندی کا اظہار جائز ہے کیونکہ کلیسا کو قائم رکھنے کی کوششیں خالصۃً اُن کی دنیاوی کوششوں پر مبنی ہیں۔اُن کے پاس کوئی الٰہی حفاظت نہیں ہے جو ان کی مدد کرے یا خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی وعدہ نہیں ہے جو اُن کے دین کے لئے ڈھال ہو۔ اِس کے برعکس اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسلام کو فائق رکھے گا اور اس کی حفاظت کرے گا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اُس کی تعلیمات یعنی اُس کا دین اور شریعت اب کامل ہوگئی ہے۔اور یہی تعلیمات تا قیامت قائم رہیں گی۔اس لئے مسلمانوں کو یہ فکر لاحق نہیں ہونی چاہئے کہ اُن کا دین ختم ہو جائے گا یا بالکل معدوم ہو جائے گا۔

پھر بھی مجھے جو فکر اور پریشانی مسلسل لاحق ہے وہ نوجوانوں سے متعلق ہے۔مَیں نہیں چاہتا کہ ہمارے نَوجوانوں میں سے ایک بھی اپنے ایمان سے دُور چلا جائے۔ کیونکہ یہ اپنی زندگیاں برباد کرنے اور اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نعمتوں سے اپنے تئیں محروم کرنے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری جماعت در اصل اللہ تعالیٰ کی تائید یافتہ جماعت ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہی ہے کہ ہر سال لاکھوں نفوس جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر حقیقی اسلام کو قبول کرتے ہیں۔اُن کا جوش اور ولولہ دوسروں کے لئے نمونہ ہے۔وہ جماعت میں اِس دلی عہد کے ساتھ شامل ہوتے ہیں کہ وہ ہمیشہ جماعت کے خادم رہیں گے۔کئی لوگوں نے اپنے قبولِ احمدیت کے واقعات قلمبند کئے ہیں خاص طور پر افریقہ اور عرب ممالک کے لوگوں نے۔ انہوں نے کھلم کھلا اس بات کا اظہار کیا ہے کہ انہیں کسی ظاہری دنیاوی طاقت نے قبولِ احمدیت پر مجبور نہیں کیا بلکہ انہیں تو روحانی قوتوں نے احمدیت کی طرف رہنمائی کی ہے اور جلد ہی اُن پر احمدیت کی سچائی واضح ہوگئی۔

وہ اللہ تعالیٰ کی برکات حاصل کرنا چاہتے تھے جن کا وعدہ قرآن کریم میں مومنین سے کیا گیا ہے اور یہی بات اُن کو اس طرف متحرک کرنے والی تھی اور اُن کی دعائیں بھی انہیں برکات کے حصول کے لئے تھیں۔اس دَور میں دنیا بھر میں لوگوں پر یہ حقیقت آشکار ہو رہی ہے کہ صرف جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی تعلیمات پر ثابت قدمی کے ساتھ گامزن ہے۔ وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ صرف ہماری جماعت ہی حقیقی اسلام کو پھیلا رہی ہے اور ہماری جماعت ہی حقیقی مذہب کی گراں قدر خدمت سر انجام دے رہی ہے۔مَیں آئیوری کوسٹ کے ایک شہر میں بسنے والے ایک نَوجوان Bassam نامی کی مثال پیش کرتا ہوں۔اُس نے بتایا کہ وہ ایک غیر احمدی مسلمان تھا اور اُس کی اسلام میں بہت دلچسپی تھی۔وہ غیر احمدیوں کی مساجد میں جایا کرتا تھا لیکن وہ مسلمان ذاتی رنجشوں میں ملوث رہتے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت دل شکستہ ہو جاتا۔اُسے بہت دُکھ ہوتا اور وہ اس بات پر بہت افسوس بھی کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُسے جماعت احمدیہ سے متعارف کروایا گیا۔ چنانچہ وہ اپنی نمازیں ہماری مسجد میں ادا کرنے لگ گیا اور لوکل درس القرآن بھی سنتا اور ساتھ ساتھ لوکل احمدیوں نے اُسے تبلیغ بھی کی۔جلد ہی اس پر احمدیت کی سچائی ظاہر ہوگئی اور اُس نے بیعت کر لی۔ لیکن اُس نے صرف بیعت پر ہی اکتفا نہ کیا اور نہ ہی اُس نے فقط بیعت کرنا کافی سمجھا بلکہ وہ تندہی کے ساتھ لوکل مسجد میں ایم ٹی اے دیکھتا رہا اور ایم ٹی اے دیکھنے کے نتیجہ میں وہ اتنا متأثر ہوا کہ چند مہینوں میں ہی پیسے جمع کر کے اپنے گھر میں سیٹلائیٹ ڈِش لگوا لی۔اُس نے بتایا کہ ہر پروگرام جو وہ جماعت احمدیہ کے بارہ میں دیکھتا اُس کے ایمان میں اضافہ کا باعث بنتا۔

گو کہ وہ فرانسیسی زبان بولتا ہے لیکن وہ ایسے پروگرام بھی دیکھتا جو فرانسیسی زبان میں نہیں تھے اور اُس نے ایم ٹی اے کا schedule مکمل حفظ کر لیا تھا۔اُس نے بتایا کہ میرے خطبات اُس کے لئے خاص طور پر اطمینانِ قلب کا باعث ہوتے اور اسی قسم کے دوسرے پروگرام بھی۔ پس ہر احمدی مسلمان کو ایم ٹی اے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو پہچاننا چاہئے اور اس کی ہر گز ناقدری نہیں کرنی چاہئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق دنیا مختلف ادوار سے گزری ہے اور اب اسلام اُس دائمی خلافت کے دَور میں داخل ہوا ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ خلافت کے ساتھ اپنا بندھن اور تعلق مضبوط کرے اور آئیوری کوسٹ کے نوجوان کے نمونہ پر چلے۔اُس نے یہ بھی بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے خطبہ جمعہ یا حضرت خلیفۃ المسیح کے کسی پروگرام میں اُس نے کوئی ناغہ نہیں کیا اور ہر پروگرام دیکھا ہے۔اُسے ہمیشہ ایسے نکات مل جاتے ہیں جو اُس کے ایمان میں مزید اضافہ کا باعث بنتے ہیں۔اس لئے ہر احمدی نوجوان کو اپنی ترجیحات کو تبدیل کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کا حقیقی شکر گزار ہونا چاہئے جو اُس نے ہمیں ایم ٹی اے کی صورت میں دیا ہے۔ہمیں چاہئے کہ ہم ایم ٹی اے کے ساتھ جُڑ جائیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف موضوعات پر مشتمل اور مختلف حالات و واقعات کی روشنی میں ایم ٹی اے شاندار پروگرامز تیار کر رہا ہے۔آپ کو چاہئے کہ ان پروگراموں کو دیکھ کر مختلف معاملات پر اور مختلف مسائل پر اسلام کے نقطۂ نظر کو سمجھیں تا کہ آپ کے دینی علم میں بھی اضافہ ہو۔اور اس طرح انشاء اللہ آپ کا اسلام اور جماعت سے بندھن بھی مضبوط ہو جائے گا۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا بہت سے لوگ ہیں جو اپنے جذبات اور تجربات بیان کرتے ہیں۔ایک اور مثال مالی کے ایک شخص کی دیتا ہوں جس کا انٹرویو احمدیہ ریڈیو اسٹیشن نے لیا۔ اُس نے بتایا کہ جب احمدیت کا پیغام ریڈیو پر سنا تو اُسے یوں لگا کہ گویا وہ اسلام کے بارہ میں پہلی دفعہ علم حاصل کر رہا ہے۔اُس نے کہا کہ اُس پر اب یہ حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ ماضی میں جو کچھ اُس نے اسلام کے بارہ میں سنا اُس کی کوئی حقیقت اور اہمیت ہی نہیں۔اُس نے کہا کہ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ گویا احمدیت کی تعلیمات سے میری پیدائشِ نَو ہوئی ہے۔پس اِس زمانہ کے نَوجوانوں کو اپنے دین کے بارہ میں علم حاصل کرنا چاہئے تا کہ اُن کے ایمان میں اضافہ ہو اور وہ دنیاداری میں نہ پڑ جائیں۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ہمیشہ اسلام کی حفاظت کرے گا۔پس اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگ احمدیت قبول کرنے کے لئے آتے چلے جائیں گے اور اپنے دین کے حقیقی خادم بن جائیں گے۔آپ میں سے اکثریت پیدائشی احمدی ہیں۔آپ میں سے سب کو، پیدائشی احمدی بھی اور بعد میں آنے والوں کو بھی اس بات کو یقینی بنانا چاہئے کہ آپ بھی اُن خوش نصیبوں میں شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی نعمتوں کے وارث ہیں۔

آپ نے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ آپ دین کا حقیقی علم حاصل کر رہے ہیں اور دین کی گہرائیوں کو سمجھ رہے ہیں تا کہ آپ ذاتی طور پر اسلام کی خدمت کے لئے صفِ اوّل میں کھڑے ہو کر اسلام کا دفاع کر سکیں۔آپ انتظار مَت کریں اور نہ ہی ہچکچائیں۔آپ کو چاہئے کہ آج ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حقیقی خادم کے طور پر اپنا قدم آگے بڑھائیں اور اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اِس جہان میں بھی اور آخرت میں بھی روحانی انعام پانے والے ہیں۔ یہ بات یاد رکھیں کہ ہمیں اُس طرح بننا ہے جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہم سے توقع کی ہے۔اور یہ وہی توقعات ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کی ہیں۔اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے تا کہ آپؑ ایک جماعت قائم کریں جو اسلام کی حفاظت کرے۔اس لئے آج اسلام کی خدمت اور اُس کی حفاظت کے لئے یہ بات لازم ہے کہ ہم اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ساتھ وابستہ کریں اور آپ کی تعلیمات پر عمل کریں۔انتہائی تاکید کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا ہے کہ اگر آپ کی جماعت قائم نہ کی جاتی تو اِس بات میں کوئی شک نہیں تھا کہ مسلمان مُلّاؤں کی اسلام کے بارہ میں غلط تشریحات کی وجہ سے اسلام تباہ ہو جاتا۔لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل اور اُس کی رحمت بذات خود اسلام پر انتہائی تاریکی کے دَور میں نازل ہوئی اور اُس نے اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کے لئے جماعت احمدیہ مسلمہ کو قائم کیا۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اُس کی تائید کے ساتھ جماعت احمدیہ کی تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ مسلسل مخالفت اور ظلم و ستم سہنے کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا پیغام دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکا ہے۔یقینا آج دنیا کے پڑھے لکھے اور معزز لوگ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ صرف جماعت احمدیہ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کر رہی ہے۔اگر ہم دنیا کے موجودہ حالات پر نظر دوڑائیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ ایک طرف تو اسلام اور خلافت کے نام پر ظلم و ستم ڈھائے جا رہے ہیں اور ناانصافیوں کا بازار گرم ہے۔نوجوانوں کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور شدّت پسند بنایا جا رہا ہے۔ انہیں جہاد اور شہید ہونے کا غلط مفہوم بیان کر کے گمراہ کیا جا رہا ہے۔اس نتیجہ میں بیشمار معصوم جانوں کو قتل کیا جا رہا ہے یا اُن کے ساتھ انتہائی وحشیانہ سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ وہ نَوجوان جنہیں شدّت پسند بنایا جا رہا ہے وہ در اصل مایوس، مضطرب اور بے چین ہیں۔اُن میں سے اکثر اخلاص کے ساتھ اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔لیکن اُن کی بدنصیبی ہے کہ اُن سے ناجائز فائدہ اٹھایا جاتا ہے اور انہیں جہاد کے انتہائی غلط مفہوم کے نام پر بدامنی پھیلانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جماعت احمدیہ مسلمہ خلافت کی قیادت اور رہنمائی میں پیار، محبت اور امن کا پیغام پوری دنیا میں پھیلا رہی ہے۔ہم ایسا کر رہے ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ثابت کیا ہے کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔ یورپ، شمالی امریکہ، افریقہ، جنوبی امریکہ، آسٹریلیا، ایشیا اور دنیا کے ہر خطہ میں جہاں بھی ہماری جماعت موجود ہے ہم امن کے جھنڈے تلے متحد ہیں۔ دنیا کی ہر جگہ پر ہمارا ایک ہی پیغام ہے۔گزشتہ چند سالوں سے یہاں مغربی ممالک میں میڈیا کی جماعت احمدیہ کے بارہ میں خاص دلچسپی پیدا ہوئی ہے۔ یہاں یوکے میں، امریکہ میں اور دوسرے ممالک میں بھی میڈیا مسلسل جماعت کے متعلق رپورٹیں پیش کر رہا ہے۔اور میڈیا والے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ امن اور خیر سگالی پھیلا رہی ہے۔وہ یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کا دعویٰ ہے کہ فقط اسلامی تعلیمات ہی اُن میں امن اور خیر سگالی پھیلانے کا جذبہ پیدا کر رہا ہے۔

ہر احمدی مسلمان کو خواہ جہاں کہیں وہ ہو اسلام کا حقیقی پیغام پھیلانا چاہئے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے زمانہ میں لوگ اسلام سے مرتد ہو رہے تھے اور شدّت پسند نام نہاد علماء کے شکنجے میں پھنس رہے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اس بات کی تنبیہہ کی تھی کہ اگر ایسے حالات رہے تو وہ اسلام کی تباہی کا باعث بنیں گے اور آج بھی اسلام اِنہیں مصائب کا شکار ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ماننے والوں کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ اُن لوگوں سے اسلام کا دفاع کریں جو اُسے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔دشمنان اسلام انشاء اللہ کبھی کامیاب نہیں ہوں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کی حفاظت بذات خود کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ بہرحال ہمارے احمدی نوجوانوں کو ہراول دستہ کے طور پر

سب سے آگے اسلام کی حقیقی تعلیمات کے دفاع میں ہونا چاہئے۔ اس weekend پر آپ نے یہاں اسلام آباد (ٹلفورڈ یوکے) میں اپنا اجتماع منعقد کیا ہے اور امریکہ میں بھی خدام الاحمدیہ نے اپنا اجتماع منعقد کیا ہے اور آج میرا خطاب بھی ایم ٹی اے کی وساطت سے براہ راست سُن رہے ہیں۔ پس آج آپ سب کو یہ پختہ عہد کرنا چاہئے کہ آپ اسلام پر کئے گئے ہر قسم کے حملہ کا دفاع کریں گے۔ یہ بھی پختہ عہد کریں کہ آپ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُور دُور تک پھیلائیں گے۔ ہم حقیقی طور پر خوش نصیب ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے بہت خوبصورت اور تفصیلی ہدایات چھوڑی ہیں۔ پس اسلام کے دفاع کے لئے آپ کو ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت سے کیا چاہتے تھے اور آپؑ کی ہم سے کیا توقعات تھیں۔ ایک جگہ آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ یہ زمانہ ایک روحانی جنگ کا زمانہ ہے اور اچھائی اور شیطانی اثرات کے درمیان جنگ شروع ہو گئی ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ شیطانی اثرات اسلام پر حملہ کرنے اور اس کو شکست دینے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم کیا تا کہ وہ شیطانی اثرات کو ہمیشہ کے لئے شکست دے۔

پس جب ایک احمدی نَوجوان اس نیت کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرتا ہے کہ وہ حقیقی مسلمان بنے گا تو اُسے مسلسل اپنا محاسبہ کرنا چاہئے۔ شیطانی اثرات باہر سے بھی اور اندر سے بھی اسلام پر حملہ کر رہے ہیں۔ اسلامی دنیا باہمی تنازعات کا شکار ہے اور اسلام کی دشمن عالمی طاقتیں بخوشی مسلمانوں کے درمیان نفرتوں کے شعلوں کو مزید بھڑکا رہی ہیں۔ اور مسلم دنیا میں غیر ضروری بے چینی اور بدامنی کو ہَوا دے رہی ہیں۔ آج کے مسلمانوں کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ اس صورتحال کو نہیں پہچان رہے۔ اور بیرونی طاقتوں کو مسلمانوں کی صفوں میں بگاڑ ڈالنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ پس احمدی نَوجوانوں کو یہ عہد کرنا ہے کہ وہ اسلام کے دفاع میں پختہ ڈھال بن جائیں گے۔ اور دنیا پر اس بات کو ثابت کریں گے کہ اسلام ایک پُرامن مذہب ہے۔ احمدی نَوجوان اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دنیا پر اُجاگر کرنے کی کوشش میں پُرعزم ہوں اور اِس عظیم کام کے لئے ہر کوشش اور قربانی کے لئے تیار رہیں۔ مزید برآں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اس لئے قائم کیا ہے کیونکہ انسان مسلسل خدا تعالیٰ سے دُور جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے ذرائع مخفی ہوتے چلے جا رہے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث کیا تا کہ آپؑ اُن مخفی ذرائع پر روشنی ڈالیں۔ پس ہمارے احمدی نَوجوان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور اپنی اصلاح کریں۔ جب ایسا ہوگا تب ہی وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہوں کو روشن کرنے میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔ جب تک ایک احمدی اِس کوشش میں گامزن نہیں رہے گا تب تک اُس کا بیعت کرنا بے فائدہ ہے اور وہ اپنے اسلامی فرائض کو سرانجام دینے میں ناکام رہے گا۔ اگر ہمارے احمدی نَوجوان اس مِشن میں ناکام رہے تو وہ اُن راہوں پر چلنے لگ جائیں گے جن راہوں پر ابتدائی عیسائی چلے تھے جو ابتدا میں تو اپنے دین کے لئے پُرجوش تھے لیکن بعد میں اپنی تعلیمات سے اس حد تک دُور ہٹتے چلے گئے کہ آج کلیسا کو اپنے وجود کو کھو دینے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ مغربی ممالک میں رہنے والے نَوجوان کبھی بھی اس بات کو روا نہ رکھیں کہ دنیاداری، دنیاوی کشائش یا جدید ترین ٹیکنالوجی اُن کو دین سے دُور لے جانے والی ہو۔ اس کے برعکس ہمیں صرف اُن راہوں کو اختیار کرنا چاہئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف لے کر جاتی ہیں۔ اُن راہوں کے حصول کے لئے آپ لازمًا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب پڑھیں کیونکہ آپؑ کے ملفوظات اور تعلیمات اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا دروازہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی بندھن قائم کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت سے کامل وفاداری، کامل اطاعت اور کامل اخلاص کے ساتھ وابستہ کرلے۔

آپؑ نے فرمایا ہے کہ ہر فردِ جماعت اپنی اَناؤں اور خودغرضی کو کلیۃً ختم کر دے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو مضبوطی سے پکڑے رکھے۔ چند دنوں میں رمضان کے بابرکت مہینہ کا آغاز ہو رہا ہے اور اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے بہت اچھا موقع ہے۔ روزہ رکھنے کے ساتھ ساتھ آپ کو اللہ تعالیٰ کی بکثرت عبادت کرنی چاہئے اور قرآن کریم کی تلاوت کرنی چاہئے۔ قرآن کریم میں علوم کے موتیوں کو تلاش کرنا چاہئے۔ ہرگز یہ خیال نہ کریں کہ محض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنا اور آپ کی بیعت کر لینا ہی کافی ہے۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ ہر احمدی اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق قائم کرے۔ اور تقویٰ حاصل کرے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمایا ہے کہ جب تک آپ کی جماعت تقویٰ حاصل نہیں کر لیتی وہ فلاح اور نجات حاصل کرنے میں ناکام رہے گی۔ ہمیشہ اپنے نفس کی اصلاح کرنے کی کوشش کرتے رہیں اور حقیقی احمدی بن جائیں۔ آپ میں سے ہر ایک نَوجوان کو چاہئے کہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست تعلق قائم رکھے۔ آپ اُن لوگوں کے نقش قدم پر مت چلیں جو دنیاوی آسائشیں اور اثر و رسوخ میسر آنے پر اپنے دین کی راہوں سے بھٹک جاتے ہیں۔ آپ اُن لوگوں کے نقش قدم پر مت چلیں جو وقت کے ساتھ ساتھ اپنے خالق کو بھول گئے۔ آپ کو ایسا بننا ہے جو حقیقی طور پر بیعت کی شرائط پر عمل کرتے ہیں کیونکہ عہدوں کو پورا کرنا ایک ضروری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو ان باتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ سب خدام جو میرے اس خطاب کو آج یوکے میں سُن رہے ہیں اور امریکہ میں سُن رہے ہیں یا دنیا میں کہیں بھی سُن رہے ہیں اللہ کرے کہ آپ اپنے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں۔ خدا کرے کہ آپ اُن نَوجوانوں میں شمار کئے جائیں جو اپنے لوگوں کی اصلاح کرنے کے فرائض کو بخوبی سرانجام دینے والے ہیں اور قوموں کی ترقی کے لئے صف ِاوّل میں کھڑے ہیں۔ مَیں دعا کرتا ہوں کہ آپ کبھی ایسے نَوجوان نہ بنیں جو اپنی قوموں پر بوجھ بنتے ہیں اور قوموں کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔ یقینا ایسے نَوجوان اپنے مذہب کو بہت نقصان پہنچانے والے ہیں۔

پس آج آپ سب یہ عہد کریں کہ ہمارے اجتماعات ہماری روحانی ترقی کا ذریعہ بنیں گے۔ یہ عہد کریں کہ آپ ایسے بن جائیں گے جو دنیا کو روحانیت کی طرف لانے والے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کی طرف لانے والے ہوں گے۔

آج دنیا کی نظریں ہماری جماعت پر ہیں تا کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دیکھ سکیں۔ یہ وہ بات ہے جو مَیں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہوں جب میں دوسرے ممالک کا دورہ کرتا ہوں۔ اس وجہ سے ہم نے دنیا کو ثابت کرنا ہے کہ ہماری باتیں کھوکھلی نہیں ہیں بلکہ ہم اپنی زندگیاں حقیقی امن کے سفیروں کی حیثیت سے گزارتے ہیں اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کی مشعل ہیں۔ کسی احمدی مسلمان کو کبھی بھی کسی قسم کے احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہئے کیونکہ دانش، علم اور سب سے بڑھ کر حق ہمارے ساتھ ہے۔ آخر میں مَیں ایک مرتبہ پھر کہوں گا کہ آپ سب اللہ تعالیٰ سے اپنا ذاتی تعلق قائم کریں اور ہمیشہ اُس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو کامیاب کرے اور جو باتیں آج مَیں نے کہیں ہیں اُن پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ آپ اپنے آپ کو اسلام کی سچائی کے چمکتے ہوئے روشن ستارہ کے طور پر ثابت کرنے والے ہوں۔ انشاءاللہ۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو میں فرمایا:

یہاں بعض اسائلم سیکر بھی آئے ہوئے ہیں۔ گزشتہ ایک دو سالوں میں آئے ہیں جو انگریزی کچھ حد تو سمجھتے بھی ہوں گے، کچھ پڑھے ہوئے بھی ہیں۔ لیکن ان کے اپنے بھی بعض مسائل ہیں۔ اس لئے مَیں اُن کو یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہاں آنے کا مقصد اور یہاں آنے کی وجہ یہ تھی کہ اُن کو اپنے ملک میں صحیح طرح سے نہ عبادت کرنے کا حق دیا گیا تھا، نہ اپنے مذہب پر عمل کرنے کا حق دیا گیا تھا۔ بعض براہ راست اس سے متأثر تھے اور بعض ایسے بھی ہوں گے جو دوسروں کو دیکھ کر اتنا حوصلہ نہیں رکھتے کہ وہ یہ چیزیں دیکھ سکیں۔ اس لئے انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ پاکستان سے نکلیں اور دوسرے ملکوں میں جائیں۔ پس یہاں آپ کا آنا احمدیت کی وجہ سے ہے۔ اُس حقیقی اسلام کی وجہ سے ہے جس کی یہ تعلیم ہے کہ تم نے دنیا میں فساد پیدا نہیں کرنا بلکہ امن و محبت اور پیار بانٹنا ہے۔ پس جب آپ نے اس وجہ سے ملک چھوڑا ہے تو اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کا یہاں آنا جب خدا تعالیٰ کی خاطر ہے، اس وجہ سے ہے کہ آپ کو مذہبی آزادی نہیں تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا بھی آپ کا کام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے جو حق ہیں، اس کی عبادت کا حق ہے وہ بھی ادا کرنا آپ کا کام ہے۔ یہ نہیں کہ اسائلم جب تک کلیئر (clear) نہیں ہوتا اس وقت تک تو بڑی دعائیں اور عاجزی دکھاتے ہیں۔ اس کے بعد جب اسائلم پاس ہو گیا یا کوئی job مل گئی، مالی حالات بہتر ہو گئے تو بعض ایسے بھی ہیں جو خدا کو بھول جاتے ہیں، جو اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتے ہیں، جو جماعت کے احسانات کو بھول جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے احسانات آپ پر جماعت کی وجہ سے ہیں کہ آپ کو یہاں آ کر بہتر حالات میسر آئے۔ یہاں اپنے ملک سے نکلنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مالی لحاظ سے بھی اکثریت کو کشائش عطا فرمائی ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بننا ہے، اور بنیں! اور اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری یہی ہے کہ جو اس کے احکامات ہیں اُن پر عمل کیا جائے اور جماعت کا جو نظام ہے اور خلافت سے ایک احمدی کا جو تعلق ہونا چاہئے اُس میں آپ کو بڑھنا چاہئے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں۔ پس اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں اور ہمیشہ صرف اجتماع کی حد تک نہیں، چند دنوں تک نہیں بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو احساس دلاتے رہیں، اس کی جگالی کرتے رہیں کہ ہم نے جماعت کے نظام اور خلافت کے ساتھ کامل وابستگی دکھانی ہے تا کہ ہم اسلام اور احمدیت کی صحیح خدمت کرسکیں۔ اور اسی طرح یہ بھی کوشش کریں کہ ہر معاملہ میں اپنے نمونے قائم کریں۔ یہاں جب آپ کے اسائلم پاس ہو جائیں، بعض benefits بھی لیتے ہیں، بعض دوسری آسائشیں بھی لیتے ہیں، اُنہیں اس حد تک لینے کی کوشش کریں جس حد تک قانون اور سچائی آپ کو اجازت دیتی ہے۔ جھوٹ کا سہارا لیتے ہوئے اُن سے فائدہ نہ اُٹھائیں۔ جھوٹ کا سہارا لیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے مقابلے میں جھوٹ کو کھڑا کر رہے ہیں۔ اور جھوٹ کو اللہ تعالیٰ نے شرک قرار دیا ہے۔ پس یہ عارضی خداؤں سے ہمیشہ اپنے آپ کو بچاتے رہیں اور اُس زندہ خدا کی طرف جھکیں جو ہمیشہ زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اور وہی ہے جو آپ کی ضروریات کو پورا کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔

اب دعا کرلیں۔

☆...☆...☆

نظارت نشر واشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Anfakh-e-Qudsiya

by Hadhrat Mirza Gulam Ahmad Qadiani [as]

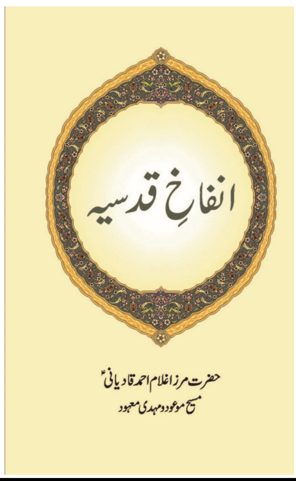

P.B, Pages-160, Code-U-162

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ قادیان 1897ء پر بیان فرمودہ تین تقاریر پر مشتمل ہے جو آپؑ نے مورخہ 25، 28 اور 30 دسمبر 1897ء کو ارشاد فرمائیں۔ یہ تقاریر حضرت مسیح موعودؑ نے اہم تربیتی امور پر ارشاد فرمائی ہیں جو کہ اخلاقی اور روحانی نشوونما کے لئے عمدہ غذا کی حیثیت رکھتی ہیں اور واقعۃً قاری کی تربیت کے لئے انفاخ قدسیہ کا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

Morden Motor(UK)

Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing, Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box, Breaks, MOT Failure work, A-C

All Makes & Models

Rear 22-26 Morden Hall Road, Unit 2 Morden **SM4 5JF**

Contact: Nusrat Rai@ 07809119621

E: mordenmotor@yahoo.com

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

....

حضرت مسیح موعودؑ کے مخالفین کا انجام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض معاندین کے عبرتناک انجام کا تذکرہ 24اور 31؍مارچ 2017ء کے ’’الفضل ڈائجسٹ‘‘ میں کیا گیا تھا۔ یہ مضمون سلسلہ وار ماہنامہ ’’احمدیہ گزٹ‘‘ کینیڈا کے جنوری، فروری اور مارچ 2011ء کے شماروں میں مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب کے قلم سے شائع ہوا تھا۔

ذیل میں اس ایمان افروز مضمون کا تیسرا حصہ ہدیۂ قارئین ہے جس میں چند ایسے معاندین کا ذکر ہے جنہوں نے حضور علیہ السلام کے بارہ میں نہ صرف اپنی گندہ دہنی اور سفلہ پن کی انتہا کردی بلکہ علی الاعلان آپؑ کی ہلاکت کی تمنّا بھی کی مگر بالآخر وہ خود آپؑ کی زندگی میں ہلاک ہوکر اپنے کذب اور حضورؑ کی صداقت پر مہر ثبت کر گئے۔

1۔ سعداللہ لدھیانوی

ہندوؤں میں سے مسلمان ہونے والے سکول ٹیچر سعداللہ لدھیانوی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک کتاب ’’شہاب ثاقب بر مسیح کاذب‘‘ کے عنوان سے لکھی جس میں یاوہ گوئی اور دشنام طرازی سے کام لیتے ہوئے آپؑ کو کذّاب اور مفتری قرار دیا اور دعویٰ کیا کہ یہ (یعنی حضرت اقدس علیہ السلام) ذلّت کی مَوت مرے گا اور اِس کی جماعت متفرق اور منتشر ہوجائے گی، وغیرہ۔ اُس کی بدزبانی اس قدر بڑھتی چلی گئی کہ حضورؑ کو بالآخر اس کے لئے بددعا کرنی پڑی۔ چنانچہ آپؑ اپنی کتاب ’’حقیقۃالوحی‘‘ میں فرماتے ہیں:

’’اگرچہ یہ تمنّا ہر ایک دشمن میں پائی جاتی ہے کہ وہ میری مَوت دیکھیں اور ان کی زندگی میں میری مَوت ہولیکن یہ شخص سب سے بڑھ گیا تھا اور ہر ایک بدی کے لئے جب بدقسمت مخالف قصد کرتے تھے تو وہ اس منصوبہ سے پورا حصہ لیتا تھا۔ اور مَیں باور نہیں کرسکتا کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے، کسی نے ایسی گندی گالیاں کسی نبی اور مُرسل کو دی ہوں، جیسا کہ اس نے مجھے دیں۔ چنانچہ جس شخص نے اس کی مخالفانہ نظمیں اور نثریں اور اشتہار دیکھے ہوں گے، اس کو معلوم ہوگا کہ وہ میری ہلاکت اور نابود ہونے کے لئے اور نیز میری ذلّت اور نامرادی دیکھنے کے لئے کس قدر حریص تھا‘‘۔

حضور علیہ السلام نے سعداللہ کی بدزبانی کے متعلق مزید فرمایا: ’’سخت سے سخت الفاظ اور ناپاک سے ناپاک گالیاں اس شدت اور بےحیائی سے اس کے منہ سے نکلتی تھیں کہ جب تک کوئی شخص اپنی ماں کے پیٹ سے ہی بدطینت پیدا نہ ہو، ایسی فطرت کا انسان نہیں ہوسکتا‘‘۔

پھر فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں نے اس کے ابتر اور نامراد مرنے کے لئے سبقت نہیں کی اور نہ مَیں نے یہ چاہا کہ وہ میرے روبرو ہلاک ہو۔ مگر جب اس نے ان باتوں میں سبقت کی اور کھلے کھلے طور پر اپنی کتاب ’شہاب ثاقب‘ میں میری مَوت کی نسبت پیشگوئی شائع کی اور میرا دل دُکھایا اور دُکھ دینے میں حد سے بڑھ گیا۔ تب چار برس بعد مَیں نے اس کے لئے دعا کی اور خدا نے مجھ کو اس کی مَوت کی خبر دی اور نیز فرمایا کہ سعداللہ جو تیرے ابتر رہنے کی پیشگوئی کرتا ہے، وہ خود ابتر رہے گا‘‘۔

چنانچہ سعداللہ کی نسبت الہام اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر کے علاوہ حضورؑ نے یہ بھی پیشگوئی فرمائی کہ وہ نامرادی اور ذلّت کے ساتھ میرے رُوبرو مرے گا۔ اس پیشگوئی کا اظہار آپؑ نے القائے ربّانی سے لکھے گئے چند عربی اشعار میں بھی فرمایا۔ اور پھر سعداللہ کی ذلّت کی موت کی پیشگوئی کو اپنی صداقت کا معیار قرار دیتے ہوئے اسے ایک مباہلہ قرار دیا کہ جس کے نتیجہ میں صادق کی زندگی میں ہی جھوٹے کی مَوت ہوجائے گی۔ بلکہ ایک شعر میں یہ اشارہ بھی کردیا کہ اُس کی موت نمونیہ پلیگ سے ہوگی جس سے پھیپھڑے میں شگاف ہوجائے گا۔

چنانچہ سعداللہ اس پیشگوئی کے بارہ سال بعد جنوری 1907ء میں نمونیہ پلیگ سے بیمار ہوکر ہلاک ہوگیا۔

جس وقت حضورؑ نے پہلی پیشگوئی فرمائی، اُس وقت سعداللہ کا ایک لڑکا (جس کا نام محمود تھا) بعمر پندرہ یا سولہ سال موجود تھا۔ اس پیشگوئی کے بعد بارہ سال تک سعداللہ کے ہاں کوئی اَور لڑکا پیدا نہ ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے کئی جتن کئے ہوں گے مگر خدا کی تقدیر کے سامنے اس کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ:

’’اسی روز سے جبکہ خدا تعالیٰ نے اس کی نسبت مجھے خبر دی کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر، جس کو آج تک بارہ برس گذر گئے، اُسی وقت سے اولاد کا دروازہ سعداللہ پر بند کیا گیا، اور اس کی بددعاؤں کو اُسی کے منہ پر مار کر خدا تعالیٰ نے تین لڑکے بعد اس الہام کے مجھ کو دئے۔ اور کروڑہا انسانوں میں مجھے عزّت کے ساتھ شہرت دی، اور اس قدر مالی فتوحات اور آمدنی نقد اور جنس اور طرح طرح کے تحائف مجھ کو دئے گئے کہ اگر وہ سب جمع کئے جاتے، تو کئی کوٹھے ان سے بھر سکتے تھے۔ سعداللہ چاہتا تھا کہ مَیں اکیلا رہ جاؤں، کوئی میرے ساتھ نہ ہو۔ پس خدا تعالیٰ نے اس آرزو میں اس کو نامراد رکھ کر کئی لاکھ انسان میرے ساتھ کر دیا۔ اور وہ چاہتا تھا کہ لوگ میری مدد نہ کریں مگر خدا تعالیٰ نے اس کی زندگی میں ہی اس کو دکھلادیا کہ ایک جہان میری مدد کے لئے میری طرف متوجہ ہوگیا۔ ...... اور وہ چاہتا تھا کہ مَیں اس کی زندگی میں ہی مرجاؤں اور میری اولاد بھی مرجائے۔ مگر خدا تعالیٰ نے میری زندگی میں اس کو ہلاک کیا، اور الہام کے دن کے بعد تین لڑکے اَور مجھ کو عطا کئے۔‘‘

حضور علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ: ’’ہر ایک کو معلوم ہے کہ پیشگوئی کے وقت میں سعداللہ کا لڑکا بعمر پندرہ سال یا چودہ سال موجود تھا اور باوجود لڑکے کے موجود ہونے کے خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی میں اس کا نام ابتر رکھا تھا۔ اور فرمایا تھا کہ اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَالْاَبْتَر ...... پس جبکہ پیشگوئی کے زمانہ میں یہ لڑکا موجود تھا تو ایک عقلمند صاف سمجھ سکتا ہے کہ اس پیشگوئی کا یہ مطلب ہے کہ یہ لڑکا کالعدم ہے اور اس کے بعد نسل کا خاتمہ ہے۔ اور یہی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے تفہیم ہوئی تھی‘‘۔ گویا بالفاظ دیگر آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے الہام کے رُو سے جس طرح سعداللہ خود آئندہ اولاد سے محروم کردیا گیا ہے، اسی طرح اس کے بیٹے سے بھی اولاد پیدا کرنے کی قوت سلب کرلی گئی ہے۔

یہ کوئی معمولی اعلان نہ تھا کیونکہ دنیا میں کسی انسان کو کسی دوسرے انسان پر تصرّف نہیں بلکہ اسے اپنے آپ پر بھی تصرّف نہیں۔ تاہم سعداللہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے کی شادی ہوگئی۔ لیکن بالآخر وہی ہوا جو خدا کے مامور نے فرمایا تھا اور اس کا یہ بیٹا اولاد کو ترستا ہوا شادی کے انیس سال بعد اپنے باپ سے جاملا۔ اور اس طرح پر بدقسمت سعداللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہمیشہ کے لئے مقطوع النسل ہوگیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

2۔ عبدالقادر ساکن طالب پور پنڈوری

ایک اور شخص جو اپنی ہلاکت سے حضرت مسیح موعودؑ کے صدق پر مہر تصدیق ثبت کرگیا، وہ بدنصیب عبدالقادر نامی تھا۔ جب وہ اپنے ہی ساختہ پرداختہ کی سزا پاکر بڑی ذلّت کے ساتھ طاعونی مَوت مرکر اس دنیا سے رخصت ہوا تو اسے ایک بہت بڑے نشان کے طور پر پیش کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس نے اپنے طور پر میری نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا، اور بہت سی ناکردنی اور ناگفتنی باتیں میری طرف منسوب کر کے خدا تعالیٰ سے انصاف کا خواستگار ہوا۔ تب وہ اس درخواست کے چند روز بعد ہی بعارضہ طاعون اِس جہان سے انتقال کرگیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ: ’’ایک شخص عبدالقادر نام ساکن طالب پور پنڈوری ضلع گورداسپور میں رہتا تھا اور طبیب کے نام سے مشہور تھا۔ اس کو مجھ سے سخت عناد اور بغض تھا اور ہمیشہ مجھے گندی گالیاں دیتا تھا۔ پھر جب اس کی گندہ زبانی انتہا تک پہنچ گئی، تب اس نے مباہلہ کے طور پر ایک نظم لکھی جس کا وہ حصہ ہم اس جگہ چھوڑ دیتے ہیں جس میں اُس نے سخت سے سخت فسق و فجور کی باتیں میری طرف منسوب کی ہیں اور سعداللہ لدھیانوی کے رنگ میں میرے چال چلن پر بھی تہمتیں لگائی ہیں اور بہت گندے الفاظ استعمال کئے ہیں۔‘‘

حضورؑ نے پھر نہایت افسوس کے رنگ میں فرمایا:

’’افسوس کہ یہ لوگ آپ جھوٹ بولتے ہیں اور آپ گستاخ ہوکر تہمتیں لگاتے اور شریعت نبویہ کی رُو سے حدِّ قذف کے لائق ٹھیرتے ہیں، پھر بھی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ ہیں علماء فضلاء یعنی اِس زمانہ کے ان لوگوں کے دلوں میں کچھ ایسی شوخی اور لاپروائی ہے کہ جب ایک شخص خدا تعالیٰ سے ایسا فیصلہ مانگ کر ہلاک ہوجاتا ہے تو دوسرا اس کی کچھ بھی پروا نہیں کرتا اور اس کا قائمقام ہوکر گستاخی اور بدزبانی شروع کردیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے۔‘‘

پھر عبدالقادر پنڈوری والے کی شعری اور ادبی اغلاط سے بھری ہوئی نظم کے چند اشعار بطور نمونہ درج کرنے کے بعد اس کی نظم کے آخری دعائیہ شعر:

یا الٰہی جلد تر انصاف کر
جھوٹ کا دنیا سے مطلع صاف کر

کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپؑ نے تحریر فرمایا:

’’جیسا کہ اِن شعروں کے مصنف نے جناب الٰہی میں دعا کی تھی کہ وہ انصاف کرے اور جھوٹ کا مطلع صاف کرے، ایسا ہی خدا نے جلدتر انصاف کردیا اور ان شعروں کے لکھنے کے چند روز بعد یعنی بعد تصنیف ان شعروں کے وہ شخص یعنی عبدالقادر طاعون سے ہلاک ہوگیا۔ مجھے اس کے ایک شاگرد کے ذریعہ سے یہ دستخطی تحریر اس کی مل گئی اور نہ وہ صرف اکیلا طاعون سے ہلاک ہوا بلکہ اَور بھی اس کے بعض عزیز طاعون سے مرگئے۔ ایک داماد بھی مرگیا۔ پس اس طرح پر اس کے شعر کے مطابق جھوٹ کا مطلع صاف ہوگیا۔‘‘

☆☆☆☆☆☆☆

3۔ محمد جان المعروف مولوی محمد ابوالحسن

تیسرا شخص جس نے احمدیت کی دشمنی میں آکر اپنی مَوت کو خود دعوت دی، وہ پنج گرائیں، تحصیل پسرور، ضلع سیالکوٹ کا رہنے والا محمد جان المعروف مولوی محمد ابوالحسن نامی ایک عالم دین تھا۔ اس کی شوخی اور بےحیائی کا یہ حال تھا کہ اس نے ’’بجلی آسمانی برسر دجّال قادیانی‘‘ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے کئی مقامات پر کاذب کے لئے مَوت کی دعا کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کی نسبت بہت ہی گندے اور طعن و تشنیع سے بھرے ہوئے اشعار لکھے۔ مثلاً پنجابی کی ایک نظم کا ایک شعر یہ تھا:

توبہ کر جلدی اے ملحد موت نیڑے ہے آئی
اج کل مر دُنیا تو غافل ہونا ہے تو راہی

ایک دوسرے شعر میں اس نے لکھا:

نبیاں تائیں اِس متنبی لائیاں بڑیاں سلّاں
دوجے حصے اندر دیکھیں میریاں اس دیاں گلّاں

دراصل وہ اس کتاب کا ایک دوسرا ایڈیشن بھی شائع کرنا چاہتا تھا جس کا اس نے یہاں ذکر کیا ہے مگر اِس دوسرے حصہ کا لکھنا اسے نصیب ہی نہ ہوا اور وہ اس سے پہلے ہی اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

پھر سب سے بڑی شرارت اس نے یہ کی کہ اس نے ایک بیہودہ نظم کی صورت میں حضرت مسیح موعودؑ کے بارہ میں آپؑ کی فرضی مَوت کا سیاپا لکھا جس کے اشعار کچھ اس قسم کے تھے:

مرزا مویا خوشیاں مینوں راتیں نیند نہ آئی، مرزا گذر گیا
مرزا مویا بیشک جانو مَیں ہن نصرت پائی، مرزا گذر گیا

مگر اس نے نصرت کیا پائی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ابھی اپنی دوسری کتاب شروع بھی نہ کرنے پایا تھا کہ طاعونی مَوت نے اسے آلیا اور پھر وہ پورے انیس دن تک طاعون میں مبتلا رہ کر چیخیں مارتا ہوا اس دنیا سے رخصت ہوا۔

عجیب بات یہ ہے کہ اس شخص نے اپنے انہی شعروں میں ایک شعر اس مضمون کا بھی لکھا تھا کہ مرزا نے طاعون کے پھیلنے کی خبر دی تھی مگر وہ بھی ظہور میں نہ آئی۔ لیکن خدائے غیور نے اس پر ایسی طاعونی مَوت وارد فرمائی کہ نہ صرف اُسے بلکہ ایک دنیا کو دکھادیا کہ ایک دن، دو دن نہیں، پورے انیس دن وہ طاعون میں تڑپتا رہا اور بڑی دردناک حالت میں مرا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب ’’حقیقۃالوحی‘‘ میں اس قسم کی متعدد مثالیں دینے کے بعد بالآخر بڑے درد کے ساتھ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اے پڑھنے والے اس کتاب کے! خدا سے ڈر اور ایک دفعہ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھ اور اس قادر مطلق سے درخواست کر کہ وہ تیرے دل کو سچائی کے لئے کھول دے اور خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو۔‘‘

...❀...❀...❀...

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

April 14, 2017 – April 20, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 14, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:50 Yassarnal Qur'an
01:05 Reception In Nagoya, Japan: Recorded on November 09, 2013.
02:00 Spanish Service
02:40 Pushto Muzakarah
03:20 Roots To Branches
03:50 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Anaam, verses 92-111 by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 80, recorded on August 31, 1995.
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 62.
06:00 Tilawat: Surah Yaa Seen, verses 23-84.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 34.
06:55 Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association: Recorded on January 31, 2015.
07:20 In His Own Words
07:50 Let's Find Out
08:20 Rah-e-Huda: Recorded on April 08, 2017.
09:55 Indonesian Service
11:05 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:35 Tilawat [R]
11:50 Seerat-un-Nabi
12:30 Live Transmission From Baitul Futuh
13:00 Live Friday Sermon
14:00 Live Transmission From Baitul Futuh
14:35 Shotter Shondane: Rec. January 24, 2014.
15:45 Let's Find Out [R]
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:30 Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association [R]
19:00 In His Own Words [R]
19:30 Sach Tu Ye Hai [R]
20:25 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rah-e-Huda [R]

Saturday April 15, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Yassarnal Qur'an
01:00 Huzoor's (aba) Address To Ahmadiyya Medical Association
02:10 Friday Sermon
03:20 Rah-e-Huda
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 100.
06:00 Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 1-145.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'materialism'.
06:35 Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:05 Jalsa Salana Germany Address To Ladies: Recorded on June 14, 2014.
08:05 International Jama'at News
08:35 Story Time: Programme no. 60.
08:55 Question And Answer Session: Session with Khalifatul-Masih IV (ra) and Urdu speaking guests. Recorded on August 23, 1987.
09:55 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on April 14, 2017.
12:10 Tilawat [R]
12:25 Al-Tarteel [R]
13:00 Live Intekhab-e-Sukhan
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:30 Jalsa Salana Germany Address To Ladies [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 167.
20:30 International Jama'at News [R]
21:00 Rah-e-Huda [R]
22:30 Story Time [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday April 16, 2017

00:05 World News
00:20 Tilawat
00:40 In His Own Words
01:05 Al-Tarteel
01:40 Jalsa Salana Germany Address To Ladies
02:35 Story Time
03:00 Friday Sermon
04:10 Maidane Amal Ki Kahani
05:20 Liqa Ma'al Arab: Session no. 101.
06:00 Tilawat
06:20 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 34.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class: Recorded on February 05, 2017.
08:05 Faith Matters: Programme no. 167.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on February 15, 1998.
10:00 Indonesian service
11:05 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on February 24, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:20 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
12:35 Yassarnal Quran [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on April 14, 2017.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. January 24, 2014.
15:15 Gulshan-e-Waqfe Nau Lajna Class [R]
16:20 Qur'an Sab Se Acha
17:00 Kids Time: Programme no. 34.
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class [R]
19:30 Beacon of Truth
20:30 Ashab-e-Ahmad
21:00 Let's Find Out
21:25 Khilafat-e-Haqqa Islamiya
22:00 Friday Sermon [R]
23:10 Question And Answer Session [R]

Monday April 17, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:40 Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
01:00 Yassarnal Quran
01:30 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam Class
02:30 Ashab-e-Ahmad
03:00 Friday Sermon
04:20 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 102.
06:00 Tilawat: Surah Az-Zumar, verses 33-76.
06:15 Dars-e-Hadith
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:00 Waqfe Nau Ijtema Girls: Rec. February 28, 2015.
08:00 International Jama'at News
08:35 Hamari Taleem
08:55 Rencontre Avec Les Francophones: Hazrat Khalifatul Masih IV holds a question & answer session for French speaking friends. Rec. December 01, 1997.
09:55 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon. Recorded on November 11, 2016.
11:10 Jalsa Salana Speeches
12:00 Tilawat [R]
12:15 Al-Tarteel [R]
12:55 Friday Sermon: Recorded on May 20, 2011.
14:05 Bangla Shomprochar
15:10 Jalsa Salana Speeches [R]
15:55 Rah-e-Huda: Recorded on April 15, 2017.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Waqfe Nau Ijtema Girls [R]
19:05 Sach Toh Ye Hai
19:40 Somali Service
20:05 Aao Kahani Sunain
20:35 Rah-e-Huda [R]
22:00 Friday Sermon [R]
23:05 Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday April 18, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Hadith
00:45 Al-Tarteel
01:20 Waqfe Nau Ijtema Girls
02:05 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
03:00 Friday Sermon
04:05 Hamari Taleem
04:25 In His Own Words
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 103.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 1-41.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
07:00 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam: Recorded on February 05, 2017.
08:00 Philosophy Of The Teachings Of Islam
08:30 Kasre Saleeb
09:00 Question & Answer Session: Rec. Feb. 15, 1998.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 14, 2017.
12:00 Tilawat [R]
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 167.
14:00 Bangla Shomprochar
15:15 Spanish Service
15:50 Philosophy Of The Teachings Of Islam
16:20 Noor-e-Mustafwi
16:35 Kasre Saleeb [R]
17:05 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam [R]
19:20 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on January 27, 2017.
20:30 The Bigger Picture: Rec. December 08, 2015.
21:55 Faith Matters [R]
22:55 Question And Answer Session [R]

Wednesday April 19, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Dars-e-Malfoozat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:20 Gulshan-e-Waqfe Nau Khuddam
02:15 Kasre Saleeb
02:50 In His Own Words
03:25 Story Time
03:50 Philosophy Of The Teachings Of Islam
04:15 Noor-e-Mustafwi
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 104.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 42-86.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 28.
07:00 Jalsa Germany Address To German Guests: Rec. June 14, 2014.
07:35 In His Own Words
08:05 True Concept Of Khilafat
08:25 Urdu Question And Answer Session: Rec. August 23, 1987.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on April 14, 2017.
12:05 Tilawat [R]
12:15 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:05 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2011.
14:10 Bangla Shomprochar
15:10 Deeni-o-Fiqahi Masail
15:45 Kids Time: Prog. no. 34.
16:20 Faith Matters: Programme no. 166.
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Jalsa Germany Address To German Guests [R]
19:05 True Concept Of Khilafat
19:25 French Service
20:00 Discover Alaska
20:30 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:05 Kids Time [R]
21:40 Friday Sermon: Recorded on April 08, 2011.
22:50 Intikhab-e-Sukhan: Rec. April 15, 2017.

Thursday April 20, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:45 Al-Tarteel
01:20 Jalsa Germany Address To German Guests
02:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
03:45 Faith Matters
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 105.
06:05 Tilawat
06:20 Dars-e-Malfoozat
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 35.
07:00 Waqfe Nau Ijtema Boys: Rec. March 01, 2015.
08:00 In His Own Words
08:35 Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Araaf, verses 27-40 by Khalifatul Masih IV (ra) in Urdu. Class no. 87, rec. October 18, 1995.
09:50 Indonesian Service
11:00 Japanese Service
11:20 Roots To Branches
12:00 Tilawat [R]
12:20 Dars-e-Malfoozat [R]
12:35 Yassarnal Qur'an [R]
13:00 Beacon Of Truth: Rec. November 27, 2016.
14:00 Friday Sermon: Recorded on April 14, 2017.
15:05 Roshan Hoi Baat
15:35 Khilafat-e-Ahamdiyya Sal Ba Sal
15:55 Persian Service
16:30 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:35 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Waqfe Nau Ijtema Boys [R]
19:15 In His Own Words
19:45 Dars-e-Malfoozat
20:00 Roshan Hoi Baat
20:30 Faith Matters: Programme no. 171.
21:40 Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:50 Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
23:10 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 14 April , 2017 | Issue No. 15

قرآن کریم کی سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کی پہلی چند صدیوں میں رہنے والے عیسائی نَوجوانوں کا ذکر کیا ہے۔ ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کس طرح ان عیسائی نوجوانوں نے اپنے مذہب اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کی۔ اور کس طرح وہ خدا تعالیٰ کے حضور مخلصانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنے دین اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ لیکن جب اس زمانہ کے بادشاہوں اور رہنماؤں نے عیسائیت قبول کی اور عیسائیوں کو دنیاوی طاقت مل گئی تو وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا ایمان بھی تدریجی زوال کا شکار ہو گیا۔ اُن کی زندگیوں میں دنیاداری مقدم ہو گئی اور اُن کا مضبوط ایمان تدریجاً کمزور ہوتا گیا۔ آزادی اور خوشحالی کے نام پر انہوں نے اپنے ایمان کو کمزور ہونے دیا۔ دنیاوی کشش اور دنیا کی چیزوں کو اپنے دین پر مقدّم ہونے دیا۔ چنانچہ اس کے بعد اُن کا ایمان صرف نام کا ہی باقی رہ گیا۔

ہمارے احمدی نَوجوان اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانیں اور اپنی اصلاح کریں۔ جب ایسا ہو گا تب ہی وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی راہوں کو روشن کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکیں گے۔ جب تک ایک احمدی اِس کوشش میں گامزن نہیں رہے گا تب تک اُس کا بیعت کرنا بے فائدہ ہے اور وہ اپنے اسلامی فرائض کو سرانجام دینے میں ناکام رہے گا۔ اگر ہمارے احمدی نَوجوان اس مشن میں ناکام رہے تو وہ اُن راہوں پر چلنے لگ جائیں گے جن راہوں پر ابتدائی عیسائی چلے تھے جو ابتدا میں تو اپنے دین کے لئے پُرجوش تھے لیکن بعد میں اپنی تعلیمات سے اس حد تک دُور ہٹتے چلے گئے کہ آج کلیسا کو اپنے وجود کو کھو دینے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔

قرآن کریم کا ایک قدیم نسخہ دریافت ہونے کا ذکر اور حفاظت قرآن کریم کے عظیم الشان وعدہ کا ایمان افروز بیان

عیسائیت کا زوال بلاشبہ ہونا ہی تھا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد اسلام ہی وہ واحد حقیقی مذہب رہ گیا ہے جو پھیلا اور جس کی فتح مقدّر ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ یہاں اور دوسری جگہوں پر بھی غیر مسلمان کھلم کھلا اپنے خوف کا اظہار کر رہے ہیں کہ اسلام فائق ہو جائے گا مَیں اپنے احمدی نَوجوانوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں بلکہ تمام احمدیوں کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں لازماً ان اقوام کی حقیقی اسلام کی طرف رہنمائی کرنی ہے۔ یہ آپ کا اوّلین ہدف اور پختہ عزم ہونا چاہئے اور اس کا حصول صرف دعاؤں اور مخلصانہ کوششوں سے ہو گا۔ دنیا کو اس بات سے آگاہ کرنا آپ کا فرض ہے کہ قرآن کریم ہی تمام بنی نوع انسان کے لئے ایک کامل اور وقت کی قید سے آزاد تعلیم ہے۔

نَومبائعین کے قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات کا تذکرہ اور ایم ٹی اے سے وابستہ رہنے کے نتیجہ میں اُن کے ایمان میں اضافہ کا ذکر

ہر احمدی مسلمان کو ایم ٹی اے کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت کو پہچاننا چاہئے اور اس کی ہرگز ناقدری نہیں کرنی چاہئے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم ایم ٹی اے کے ساتھ جُڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف موضوعات پر مشتمل اور مختلف حالات و واقعات کی روشنی میں ایم ٹی اے شاندار پروگرامز تیار کر رہا ہے۔ آپ کو چاہئے کہ ان پروگراموں کو دیکھ کر مختلف معاملات پر اور مختلف مسائل پر اسلام کے نقطۂ نظر کو سمجھیں تا کہ آپ کے دینی علم میں بھی اضافہ ہو۔ اور اس طرح انشاء اللہ آپ کا اسلام اور جماعت سے بندھن بھی مضبوط ہو جائے گا۔

آپ نے اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ آپ دین کا حقیقی علم حاصل کر رہے ہیں اور دین کی گہرائیوں کو سمجھ رہے ہیں تا کہ آپ ذاتی طور پر اسلام کی خدمت کے لئے صفِ اوّل میں کھڑے ہو کر اسلام کا دفاع کر سکیں۔ آپ انتظار مَت کریں اور نہ ہی ہچکچائیں۔ آپ کو چاہئے کہ آج ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حقیقی خادم کے طور پر اپنا قدم آگے بڑھائیں اور اُن لوگوں میں شامل ہو جائیں جو اِس جہان میں بھی اور آخرت میں بھی روحانی انعام پانے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی حیثیت سے یہ ہمارا فرض ہے کہ اُن لوگوں سے اسلام کا دفاع کریں جو اُسے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام کے دفاع کے لئے آپ کو ہمیشہ اس بات کو مدّنظر رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت سے کیا چاہتے تھے اور آپؑ کی ہم سے کیا توقعات تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح طور پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے حقیقی بندھن قائم کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت سے کامل وفاداری، کامل اطاعت اور کامل اخلاص کے ساتھ وابستہ کر لے۔

مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان کے نیشنل اجتماع کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ اختتامی خطاب کا اردو مفہوم فرمودہ 14 جون 2015ء بروز اتوار بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ یو کے

(خطاب کا یہ اردو مفہوم ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔ ترجمہ: فاروق محمود۔ فرّخ راحیل)

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

قرآن کریم کی سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کی پہلی چند صدیوں میں رہنے والے عیسائی نوجوانوں کا ذکر کیا ہے۔ ان آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ کس طرح ان عیسائی نوجوانوں نے اپنے مذہب اور اپنے عقیدہ کی حفاظت کی۔ اور کس طرح وہ خدا تعالیٰ کے حضور مخلصانہ دعائیں کرتے ہوئے اپنے دین اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔ مخفی طور پر بھی اور دوسرے ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے بھی وہ مخالف دنیاوی بادشاہوں اور اُس زمانہ کی دوسری دنیاوی طاقتوں سے اپنے دین کی حفاظت کرنے کے قابل ہوئے۔ وہ اللہ تعالیٰ سے مسلسل دعائیں کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ایمان اور اپنے دین پر ثابت قدم رکھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اُس کی نصرت کے بغیر یہ ممکن نہیں۔ جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے تعلق میں مضبوط رہے ان کی کوششیں بار آور رہیں۔ اور انہوں نے اپنے ایمان کو مخالفت اور ظلم و ستم سہنے کے باوجود کمزور نہیں ہونے دیا اور نہ ہی وہ اس وجہ سے حد سے زیادہ پریشان ہوئے۔ اُس وقت اُن کا ایمان ہی اُن کی واحد ترجیح اور فوقیت تھی۔ لیکن جب اس زمانہ کے بادشاہوں اور رہنماؤں نے عیسائیت قبول کی اور عیسائیوں کو دنیاوی طاقت مل گئی تو وقت کے ساتھ ساتھ اُن کا ایمان بھی تدریجی زوال کا شکار ہو گیا۔ اُن کی زندگیوں میں

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں